صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز منگل مورخہ 16 دسمبر 2003ء بمطابق 21 شوال 1424 ہجری صبح دس بجکر پینتیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اکرام اللہ شاہد مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

قُلۡ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحۡيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ O لَا شَرِيكَ لَهُۥ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرۡتُ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلۡمُسۡلِمِينَ O قُلۡ أَغَيۡرَ ٱللَّهِ أَبۡغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيۡءٍ ۚ وَلَا تَكۡسِبُ كُلُّ نَفۡسٍ إِلَّا عَلَيۡهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزۡرَ أُخۡرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرۡجِعُكُمۡ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمۡ فِيهِ تَخۡتَلِفُونَ O وَهُوَ ٱلَّذِي جَعَلَكُمۡ خَلَـٰٓئِفَ ٱلۡأَرۡضِ وَرَفَعَ بَعۡضَكُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجَـٰتٍ لِّيَبۡلُوَكُمۡ فِي مَآ ءَاتَىٰكُمۡ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ ٱلۡعِقَابِ وَإِنَّهُۥ لَغَفُورٌ رَّحِيمُۢ۔

(ترجمہ): کہو کیا میں خدا کے سوا اور پروردگار تلاش کروں اور وہی تو ہر چیز کا مالک ہے اور جو کوئی (برا) کام کرتا ہے تو اس کا ضرر اسی کو ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کا جانا ہے تو جن جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے وہ تم کو بتائے گا اور وہی تو ہے جس نے زمین میں تم کو اپنا نائب بنایا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے تا کہ جو کچھ اس نے تمہیں بخشا ہے اس میں تمہاری آزمائش ہے بے شک تمہارا پروردگار جلد عذاب دینے والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔ وآخِرُ الدَّعۡوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ۔

جناب شاد محمد خان: جناب! زما یو پوائنټ آف آرډر دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب شاد محمد خان۔

آوازیں: پہ غلط سیټ باندې ناست دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تاسو پہ غلط سیټ باندې یئی (قہقہے) جی محترم جناب شاد محمد خان صاحب۔

جناب شاد محمد خان: د مفتی ابرار صاحب ایم این اے، والد وفات شوې دے، زۀ وائیمه چې دا هاؤس خبر کړو کہ څوک جنازے ته تلل غواړی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: او دعا هم ورته اوکړو۔ دعا اوکړئ جی، مولانا امان اللہ حقانی صاحب۔ ان کے حق میں دعا فرمائیں جی۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب جمشید خان: پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دے ایجنډے طرف ته به راشو، تاسو به روستو اوکړئ۔

جناب جمشید خان: یو منټ، جی یو منټ غواړمه۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب جمشید خان صاحب جی۔

جناب جمشید خان: جناب والا، زمونږه د هاسټل پوزیشن خو تاسو ته هسې هم معلوم دے، اوس د ټیلفون سسټم One way دے، زمونږه د ډیرو ورخونه کلو سره رابطه نه کیږی او دا ډیره د افسوس خبره ده چې هلته ایم پی ایز حضرات ټول اوسی د لرو لرو ځایونو او د کلو سره ئے رابطه نه وی نو ډیره ګرانه به وی او سسټم هسې هم خراب دے۔ دوه لائنونه دی یا یو لائن دے، هغه هم ختم شوې دے۔ اوس One way دے۔ کہ تاسو پہ دې باندې غور اوکړئ نو ډیره مهربانی بہ وی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ټهیک ده جی۔ سوال نمبر۔۔۔۔

مولانا عبدالرحمان: جی دوئ بالکل صحیح اووئیل۔ میں اس کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تهیک د ه، د دې بندوبست زۀ کومه جي۔
جناب عبدالرحمان: ایک سال سے ہم سپیکر صاحب سے کہہ رہے ہیں لیکن ابھی تک اس پر کوئی عمل نہیں ہوا ہے۔

نشانزدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ شکایت تو نہیں تھی، یہ تو ابھی پیدا ہوئی ہے چونکہ وہ بل جمع نہیں کیا گیا ہے۔ سوال نمبر 372 جناب سعید گل صاحب۔ محترم جناب سعید گل صاحب۔ نشته دے؟ (Absent) سوال نمبر 600 جناب عتیق الرحمان صاحب۔ محترم جناب عتیق الرحمان صاحب سوال نمبر 600۔

* 600 _ جناب عتیق الرحمان: کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:
(الف) آیا یہ درست ہے کہ ہنگو میں ضلعی حکومت نے یونین کونسلوں میں سینکڑوں ہینڈ پمپس نصب کئے ہیں؛
(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہینڈ پمپس ناکارہ اور خراب پڑے ہیں؛
(ج) اگر (الف) و(ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو ضلع ہنگو میں کل کتنے ہینڈ پمپس لگائے گئے ہیں؟ مقام و کل لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے۔

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات ودیہی ترقی): (الف) ضلعی حکومت ہنگو نے سال 2003-2002 میں خوشحال پاکستان پروگرام فیز 111 و ضلعی ADP اور ترقیاتی پروگرام کے تحت TMA/PWD سے مختلف یونین کونسلوں میں ہینڈ پمپس نصب کئے ہیں۔
(ب) نہیں۔ تکمیل کے بعد متعلقہ ناظمین، کونسلر صاحبان کو تسلی بخش حالت میں حوالے کئے گئے۔
(ج) کل تعداد 145
کل مالیت 5.455 ملین
تفصیل:

درسمند۔17	دوآبہ۔23	ولن۔10

ٹل۔4	کربوغہ۔17	تورہ وڑی۔3
زیاب۔7	کاہی۔2	گنجانو کلے۔11
خان باڑی۔12	کچ۔10	رئیسان۔10
توغ سرائے۔5	ضلع ہنگو۔22	

جناب عتیق الرحمان صاحب، ایم پی اے PF-42 ہنگو میں کل 61 ہینڈ پمپس لگائے گئے۔ جن پر -/19,05,623روپے خرچ کئے گئے۔

جناب عتیق الرحمان: جناب! زهٔ د دې جواب نه بالکل مطمئن نه یم په دې وجه باندې نه یم مطمئن چې دا کومے هینډ پمپے دی، دا بالکل ناکاره پرتے دی او هیڅ فائده ترینه خلقو ته نشته دے او دوئ لیکلی دی چې دا د خوشحال پاکستان پروګرام لاندې شوې دی۔ دا د خوشحال پاکستان پروګرام لاندې نه دی شوې، این جی او والا کړی دی۔ سرحد رورل ډیویلپمنټ والا کړی دی او یونیسف والا کړی دی او لاګت پرے دومره لګیدلے دے، په دیکښې د انکوائری کمیټی مقرره شی او دا اوکتلے شی چې یره حقیقت سره چې کومے 5.45 ملین روپئ-----

جناب ڈپٹی سپیکر: چون لاکه روپئ دی، ساړهے چون لاکه روپئ دی۔

جناب عتیق الرحمان: او ورسره په PF-42 کښې دا انیس لاکه، پانچ هزار، چه سو تیئس روپے دا دی۔ دا ډیر غټ Amount دے جی، لس روپئ نه دی، پنځلس نه دی، زرګاؤ کښې نه لکھونو کښې دی نو پکار ده چې د دې د پاره د انکوائری کمیټی مقرره شی او اودکتلے شی چې آیا دا هینډ پمپے شته او که نشته دے؟ دا خو هسې ناظمینو اغستې دی او ټهیکے ئے پرے کړی دی۔ مهربانی۔

جناب امیر زادہ: جناب سپیکر! فاضل ممبر وائی چې دا یونیسف والا کړی دی-----

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب امیر زادہ خان صاحب۔

جناب امیر زادہ: چې یونیسف والا کړی دی نو بیا ئے حکومت انکوائری څنګه کوی؟ صوبائی حکومت سره دا اختیار شته دے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: په دې باندې به وضاحت حکومت اوکړی۔ محترم جناب سردار ادریس صاحب، وزیر بلدیات۔

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: جناب سپیکر! ہینڈ پمپس کے سلسلے میں ہم نے جو معلومات وہاں پہ کیں ہیں اور میری خود بھی ان سے بات ہوئی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ ٹھیک حالت میں یونین کونسل کے ناظمین اور کونسلرز حضرات کے حوالے کئے ہیں۔ جہاں تک ان کا یہ کہنے کا تعلق ہے کہ یہ خوشحال پاکستان پروگرام کے تحت نہیں ہوئے ہیں تو اس سلسلے میں وہ دوبارہ میرے پاس آجائیں، میں دوبارہ Re-confirm کر کے، اگر یہاں پر یہ ہینڈ پمپس اتنی بڑی تعداد میں خراب ہیں اور یہ خوشحال پاکستان پروگرام کے تحت کئے گئے ہیں تو یقیناً یہ ہماری Public money کا ضیاع ہے اور جو بھی اس کا Responsible ہوگا انشاءاللہ اس کے خلاف ہم کارروائی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک دہ جی۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب پیر محمد خان صاحب۔

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر صاحب! انہوں نے لکھا ہے کہ "جناب عتیق الرحمان صاحب کے حلقہ PF-42 ہنگو میں کل 61 ہینڈ پمپس لگائے گئے ہیں"۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں، انیس لاکھ مالیت کے۔

جناب پیر محمد خان: جس پر انیس لاکھ روپے خرچ ہوگئے ہیں تو ایک ہینڈ پمپ پر کتنا خرچہ آیا ہوگا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دا خو ډیر زیاتے راځي۔

جناب پیر محمد خان: اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے بہت زیادہ خرچہ کیا ہے۔ اس لئے عتیق الرحمان صاحب کا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عبدالاکبر صاحب به ئے حساب کتاب اولګوی کنه۔ 145 ټیوب ویلے دی (قہقہے) او چون لاکھ روپئ دی۔

جناب پیر محمد خان: اس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے کیونکہ اس میں بہت زیادہ پیسے لگے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دا تھیک دہ، دلتہ کبنہي ئے لیکلی دی کنہ۔

جناب عبدالاکبر خان: پانچ لاکھ، چالیس هزار به وی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہ جی، پانچ لاکھ، چالیس هزار نہ دی، چون لاکھ دی، 5.4 ملین دی۔

جناب پیر محمد خان: چون لاکھ دی او انیس لاکھ دا نورے دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی او انیس لاکھ اور ہیں۔ تو ان کی طرف سے یہ ہے کہ دوبارہ کریں گے، پھر آپ کے ساتھ Discuss کریں گے تو کیا خیال ہے آپ کا؟

جناب عتیق الرحمان: میں نے جی کنفرم کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ خوشحال پاکستان پروگرام کے تحت ہوا ہے، میری عرض یہ ہے کہ خوشحال پاکستان کے تحت بہت کم ہوئے ہیں، یہ سرحد رورل ڈیویلپمنٹ کے تحت ہوئے ہیں اور N.G.Os کے تحت ہوئے ہیں۔ میں ان کی بات کی وضاحت کرتا چلوں کہ یہ خوشحال پاکستان کے تحت ہوئے ہیں۔ میں بلدیات کے منسٹر صاحب سے یہ Request کرتا ہوں کہ اس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے یا اس پر کمیٹی بنائی جائے اور اس کا پتہ چلایا جائے کہ ہاں یہ ہے یا نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سردار ادریس صاحب۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اگر اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر دیں لیکن یہ میرے دفتر میں آجائیں ان کو ہم بلائیں گے، T.M.A کو بھی، Concerned staff کو بھی بلائیں گے اور SRSP کو بھی بلائیں گے اور جو Facts and figures ہیں، وہ ہمارے سامنے آجائیں گے اگر آپ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر صاحب! منسٹر صاحب نے بھی کہا ہے کہ اسے کمیٹی کے حوالے کر دیں تو اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیں جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے تو It is the desire of the House that the matter may be referred to the concerned standing committee.

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. The question is referred to the concerned standing committee.

سوال نمبر 613 جناب نثار صفدر خان صاحب، محترم جناب نثار صفدر صاحب۔

* 613 _ جناب نثار صفدر خان: کیا وزیر بلدیات از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ جونیجو دور حکومت میں پانچ مرلہ ہاؤسنگ سکیم شروع کی گئی تھی؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع ایبٹ آباد میں بھی یہ سکیم شروع کی گئی تھی؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو:

1۔ ضلع ایبٹ آباد میں مذکورہ سکیم کے لئے کہاں کہاں کتنی زمین حاصل کی گئی تھی؛

2۔ آیا یہ زمین اب بیکار پڑی ہے اور اس پر خرچہ بھی ہوا ہے اس کی تفصیل فراہم کریں؛

3۔ آیا گورنمنٹ مذکورہ زمین غریب لوگوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو بانڈہ عطائی خان کے قریب جو زمین ہے اس میں ٹیکنکل کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(1) 7 مرلہ سکیم لنگرہ حویلیاں میں 2-148 کنال زمین حاصل کی گئی تھی بذریعہ ایوارڈ نمبر 48/Acq مورخہ 12-10-1988 اور 28 جون 2000 کو ہزارہ یونیورسٹی کے حوالے کر دی گئی۔

(2) زمین جو حاصل کی گئی تھی اس میں زمین کا خرچہ 1738259/60

ڈیویلپمنٹ کا خرچہ 1326485

3064744/-

(3) 7 مرلہ سکیم بانڈہ عطائی خان میں 217 کنال 19 مرلہ زمین تقسیم کی گئی تھی بذریعہ ایوارڈ نمبری 1842/45 مورخہ 18-11-1989 زمین حاصل کرنے کے بعد اس کا انتقال صوبائی حکومت کے نام درج ہوا اور مورخہ 27-04-1992 تصدیق ہوا بحوالہ نمبر 1 2556 اور اب یہ انتقال پرائم منسٹر ہاؤسنگ سکیم اسلام آباد کے نام منتقل ہو چکا ہے۔ انتقال نمبر 3268 مورخہ 15-07-1999 اور محکمہ مال کے کاغذات میں قبضہ HDA کے نام پر ہے۔ زمین حاصل کرنے کے بعد کچھ سابقہ زمین مالکان نے عدالت

سے رجوع کیا کہ ایوارڈ میں قیمت کم لگائی گئی ہے اور رقم میں فی کنال اضافہ کیا جائے۔ ایوارڈ میں جو قیمت لگائی گئی تھی وہ نمبر 1 میرا 5009/60 فی کنال، نمبر 2 رکھڑ 969/60 فی کنال، نمبر 3 غیر مزروعا 161-60 فی کنال ہے۔ عدالت نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے تمام قسم پر 3000/- روپے فی کنال اضافی رقم کا حکم سنا دیا۔ اس فیصلے کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کی گئی تھی اور ہائی کورٹ میں اپیل خارج کر دی اور اس کے بعد سپریم کورٹ میں اپیل داخل کی گئی اور اب تک کیس سپریم کرٹ میں ہے۔ اگر سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ کا فیصلہ برقرار رکھا تو حکومت کو مزید 450,000 لاکھ مزید دینے پڑیں گے۔ زمین جو حاصل کی گئی تھی اس پر زمین کا خرچہ:

	999,066/54
ڈیولپمنٹ کا خرچہ:	924,799/00
ٹوٹل:	1,923,865/54

اس سکیم پر جو پلاٹ بنائے گئے تھے ابھی تک تقسیم نہیں ہوئے۔

جناب نثار صفدر حان: سوال کے جز "ج" کی، یہ جز نمبر ایک ہے جی، جس میں انہوں نے کہا ہے کہ 148 کنال جو زمین ہزارہ یونیورسٹی کے حوالے کی گئی ہے، اس سے پہلے بھی تقریباً بارہ سو کنال زمین ہزارہ یونیورسٹی کے پاس تھی، جو حویلیاں شہر کے بالکل نزدیک ایک پورے گاؤں کو انہوں نے خالی کرا کر وہ زمین Acquire کی تھی۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس زمین پر وہاں یہ یونیورسٹی کب تک تعمیر کریں گے، کب سے کلاسوں کا اجراء ہوگا اور یہ کب سے شروع ہونگی؟ اس میں تیسرا جز ہے جی جس میں میں نے گزارش کی تھی کہ آیا گورنمنٹ مذکورہ زمین غریب لوگوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وہاں پر بانڈہ عطائی خان کے قریب جو زمین ہے، اس میں کوئی ٹیکنکل کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو اس کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب سردار ادریس صاحب۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو۔

جناب مشتاق احمد غنی: سپلیمنٹری سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب انور کمال خان۔

جناب انور کمال خان: اس کے ساتھ ہی ایک-----

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اس سےRelatedہے؟سپلیمنٹری ہے جی؟

جناب انور کمال خان: یہRelatedہے۔اسی پانچ مرلہ کے حوالے سے، ضلع لکی مروت کے حوالے سے بھی ایک سوال میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ضلع لکی میں بھی یہ پانچ مرلہ-----

جناب ڈپٹی سپیکر: انور کمال خان! دا خو یو بل سوال دے کنه، د لکی مروت دے هغه یو بل-----

جناب انور کمال خان: نه جی مونږ خو د یو صوبے-----

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب به هم ورکوی کنه۔

جناب انور کمال خان: دوئی خو یو اصولی سوال دا ترے نه تپوس کړے دے چې د جونیجو صاحب په دور کښې پانچ مرله سکیم چې کوم رائج شوے وو، په هغې ځایونو کښې زمکے اغستلے شوې دی خو هغه Utilize شوې نه دی او په بعضے ځائیونو کښې په هغې باندې د پینځو پینځو مرلو کورونه جوړ شوې دی او هغه کورونه چې کوم دی، هم دغه شان پراته دی وو-----

جناب ڈپٹی سپیکر: هم دغه شان پرته دی، لا Utilize شوې نه دی؟

جناب انور کمال خان: او صاحبه، د دې متعلق، متعلقه وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ تقریباً-----

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار ادریس صاحب! آپ ذرا اس کو نوٹ کرلیں۔ایک منٹ، مشتاق صاحب! آپ تشریف رکھیں۔آپ نوٹ کرلیں اور پھر بعد میں آپ جواب دیں گے۔

جناب انور کمال خان: 1985 سے وہ مکانات ایسے ہی پڑے ہیں تو کیا حکومت ان کو استعمال میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب مشتاق احمد غنی صاحب، محترم جناب مشتاق غنی صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی: جناب! اس میں میری صرف اتنی گزارش ہے کہ یہ جو سات مرلہ سکیم لنگرہ حویلیاں ایریا میں جس کے لئے 148 کنال اور 2 مرلے زمین حاصل کی گئی تھی تو اس وقت یہی بات تھی کہ

یہاں پر یونیورسٹی قائم کی جائے گی، آج تک ہمیں اس کا، جیسا کہ نثار صفدر صاحب نے کہا کہ وہاں کوئی یونیورسٹی تعمیر نہیں کی گئی اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ ایم ایم اے کی حکومت کا خاص نکتہ ہے تعلیم کے اوپر کہ تعلیم کو عام کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ Institutions develop کئے جائیں تو ہماری یہ گزارش ہے کہ اس کے اوپر غور کریں اور زمین موجود ہے، اس خرچہ سے حکومت بچ جائے گی۔ اور دوسرا جو انہوں نے دوسو سترہ (217) کنال کی بات کی، یہ پانچ مرلہ سکیم کے تحت حاصل کی گئی تھی اور میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس علاقے میں بے پناہ غریب لوگ رہتے ہیں، ایبٹ آباد اور حویلیاں میں اگر ان کے لئے پانچ مرلہ سکیم کے تحت گھر بنانے کے لئے دے دیئے جائیں، صوبائی حکومت مرکز سے سفارش کرے تو ان لوگوں کا بہت بڑا کام ہو جائے گا اور اگر یہ ممکن نہیں ہے تو ٹیکنکل کالج اس جگہ پر ہونا چاہیئے۔ اس سے اس علاقے کو بہت بڑا فائدہ پہنچ جائے گا۔

مولانا جہانگیر خان: جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب جہانگیر خان صاحب۔

مولانا جہانگیر خان: شکریہ، جناب سپیکر صاحب! یہ مسئلہ چترال میں بھی ہے لہذا وہاں اس پر عملدرآمد کر کے غریب عوام کو فائدہ پہنچایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب سردار ادریس خان صاحب۔ مولانا نظام الدین صاحب، تاسو په وخت باندې اشاره کوئی نو بیا به، سردار صاحب هغه مولانا صاحب چې اوکړی نو، جی مفتی نظام الدین صاحب۔ محترم جناب مولانا مفتی نظام الدین صاحب۔

مولانا نظام الدین: جی خنګه چې دوئی سوال کړے دے داسې زمکه په سوات کښې هم اغستې شوې وه، زما په حلقه کښې ده او هغه تر اوسه چې د چا نه اغستې شوې ده، نو د هغې مالکانو په قبضه کښې ده۔ حکومت ترے نه لا خپله قبضه هم نه ده اغستې نو دے باره کښې یو اجتماعی، د صوبے د پاره۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دا خو زما په خیال په هر ځائے کښې دا مسئله ده په مردان کښې هم داسې مسئله وه۔۔۔۔

مولانا نظام الدین: یو پالیسی د جوړه کړے شی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یو اجتماعی فیصله پرے پکار ده۔

جناب جمشید خان: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب جمشید خان صاحب۔

جناب جمشید خان: دا سات مرله زمونږه په حلقه کښې هم جی د دنیا زمکه پرته ده، شاړه پرته ده چې حکومت ئے څه پروګرام جوړ کړی چې یا ئے چا ته په لیز باندې ورکړی څه آمدن خو به ترے راځی۔ یا ئے د ایریګیشن څه طریقه جوړه کړی یا پکښې، ما ایګریکلچر منسټر ته درخواست دے چې په دغه کښې د ریسرچ سټیشن جوړ کړی، ډیره زیاتے زمکه ده او بالکل شاړه پرته ده۔

میاں نثار گل: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب میاں نثار گل صاحب۔

میاں نثار گل: شکریہ، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! ان کا یہ سوال بھی بڑا اہم ہے۔ یہ ایبٹ آباد کا نہیں بلکہ پورے صوبہ سرحد کا سوال ہے کیونکہ ہر ضلع میں زمین لی گئی ہے یا وہاں کوارٹرز بنے ہیں اور ان کوارٹروں کے دروازے لوگ گھروں کو لے کر جا رہے ہیں وہ زمین غیر آباد پڑی ہوئی ہے۔ میری یہ Request ہے کہ اس کے لئے کمیٹی بنائی جائے کیونکہ گورنمنٹ نے 1985 سے اس پر پیسہ لگایا ہوا ہے اور نہ وہ غریبوں میں تقسیم ہوئے ہیں اور وہ زمین بھی وہاں پڑی ہوئی ہے۔ حقیقت میں یہ بہت اہم سوال ہے اور ہر ضلع کا اس کے ساتھ Concern ہے۔ میں یہ Request کرتا ہوں کہ اس کے لئے ایک سپیشل کمیٹی بنائی جائے تاکہ یہ پلاٹس یا یہ زمین یا یہ کوارٹرز غریبوں میں تقسیم ہو جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب مولانا امانت شاہ صاحب۔

جناب امانت شاہ: شکریه، جناب سپیکر۔ څنګه چې زمونږه معزز و اراکینو دا خبره اوکړله، په مردان کښې هم دوه درے ځلور ځایونه دا سې دی لکه شنکر کښې جی پنځویشت جریبه زمکه اغستے شوې ده۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: د کالج د پاره۔

جناب امانت شاہ: د کالج د پارہ، او هم دغه شان پرته ده۔ د دې نه علاوه زمونږه په طورو کښې پچیس جریبه زمکه د گراؤنډ د پاره اغستې شوې ده، هغه هم تر اوسه پورے خلقو په خپل دغه کښې اغستې ده او په هغې تر اوسه پورے څه عمل درآمد نه دے شوې نو څنګه چې-----

جناب ڈپٹی سپیکر: په محمد آباد کښې هم پانچ کنال زمکه-----

جناب امانت شاہ: په محمد آباد کښې هم د تهانے د پاره دغه شان ته اغستلې شوې ده، هغه هم په خپل ځائے باندې بحال پرته ده۔ نو څنګه چې دوئی خبره اوکړله چې سپیدل کمیټی یا چې کومه کمیټی د دې ده، هغې ته حواله شی نو ان شاء الله چې دا مسئله به حل شی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب اختر نواز خان صاحب۔

جناب اختر نواز خان: شکریہ، جناب سپیکر۔ جونیجو دور میں میرے حلقہ PF-51 ہری پور میں کوٹ نجیب اللہ میں بھی پانچ مرلہ سکیم کے تحت مکانات بنائے گئے تھے۔اب میں منسٹر لوکل گورنمنٹ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ صوبائی حکومت نے فروخت کر دیئے ہیں،اس سلسلے میں ذرا وضاحت فرمائیں کہ پانچ مرلہ کی سکیم میں جو کوارٹرز بنائے گئے تھے، کوٹ نجیب اللہ میں، وہ فروخت کر دیئے گئے ہیں کیونکہ وہاں پر ایک شخص جس نے وہ خریدے ہیں، وہ اپنے طور پر آج کل لوگوں کو کرائے پر دے رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سردار ادریس صاحب، جی منسٹر فار لوکل گورنمنٹ۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ پانچ مرلہ سکیم کے سلسلے میں اور بالخصوص حویلیاں میں جو 148 کنال زمین یونیورسٹی کو دی گئی ہے، یہ ایک اہم مسئلہ نثار صفدر نے پیش کیا ہے۔اس کے بعد یہاں پر متعدد اراکین اسمبلی کی بھی آراء آئی ہیں۔ لوکل گورنمنٹ نے پانچ مرلہ سکیم کے تحت جو زمین حاصل کی تھی، اس سلسلے میں ایک پلان پر غور کر رہی ہے اور اس ضمن میں ہمارے چیف منسٹر کی ہدایات کی روشنی میں ہماری ایک ورکنگ ڈسکشن ہوئی ہے کہ ہم کس طرح سے ان غریب لوگوں کو جن کے پاس مکانات نہیں ہیں، جن کے پاس گھر نہیں ہیں، ان کو ہم کس طرح سے یہ جو پانچ مرلہ سکیم کے لئے زمین ہم نے مختلف شہروں میں حاصل کی تھی، اس کو ہم کسی طرح سے Effectively utilize کر سکتے ہیں اور کس طرح

سے غریبوں کو سستا گھر، جو ان کے لئے گھر کی پروویژن ہے، ہم کس طرح سے ان کو Ensure کر سکتے ہیں؟ تو اس سلسلے میں ہماری میٹنگز ہوئی ہیں۔ اس سلسلے میں Feasibility بن رہی ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ وفاق سے بھی اس سلسلے میں رجوع کیا جائے گا کہ وہاں سے بھی امداد ملے تاکہ بے گھر لوگوں کو یہاں پر گھر ملیں۔ جہاں تک یونیورسٹی کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں زمین جس طرح کہ Question میں بھی ہے، حوالہ کر دی گئی ہے۔ اس ضمن میں اس کو Survive کرنے کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ ضروری اقدامات کئے جائیں گے اور یہ چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں ہے اور چیف منسٹر صاحب اس سلسلے میں از خود Guidelines بھی تیار کروا رہے ہیں۔ جہاں تک ہری پور میں کوٹ نجیب اللہ کے بارے میں وہ کہہ رہے ہیں تو یہ فریش کوئسچن ہے وہ فریش کوئسچن لے کر آئیں تو اس سلسلے میں ہم دیکھیں گے کہ اگر وہاں پر واقعی کوئی اس طرح کا مرتکب پایا گیا تو اس کے خلاف Definitely سختی کے ساتھ نبٹا جائے گا اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

Mr. Deputy Speaker: Thank you.

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر صاحب! ضمنی سوال دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دا خو جواب او شولو ضمنی سوال نو پرے بیا نہ کیږی۔

جناب پیر محمد خان: نہیں نہیں جواب غلط دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب پیر محمد خان: جواب غلط دیا ہے اس میں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا جی، جناب پیر محمد خان صاحب۔

جناب پیر محمد خان: جو جوابات دیئے ہیں، یہ جز (ج) میں لکھا ہے کہ ضلع ایبٹ آباد میں مذکورہ سکیم کے لئے کہاں کہاں سے کتنی کتنی زمین حاصل کی گئی تھی، یہ پانچ مرلہ سکیم غرباء کے لئے تھی۔ یہ یہاں جواب میں لکھتے ہیں کہ سات مرلہ سکیم کے لئے لنگرہ حویلیاں میں 148 کنال زمین حاصل کی گئی تھی، 28 جون 2000 کو یونیورسٹی کے حوالے کر دی گئی۔ غرباء کی زمین یونیورسٹی کے حوالے کس قانون کے تحت کی گئی ہے؟ کیونکہ یہ تو غرباء کے لئے لی گئی تھی اور ان میں تقسیم کرنے کے لئے پانچ پانچ مرلہ، سات سات مرلہ غریب لوگوں میں مکانات کے لئے تقسیم کی جائے گی۔ اب یونیورسٹی کے لئے ان کی یہ ذمہ داری تھی کہ

علیٰحدہ زمین خرید لیتے۔اب غریبوں کی زمین انہوں نے یونیورسٹی کے حوالے کی ہے تو سوال بہت اہم ہے۔ نیچے وہ جو 1989 میں زمین خریدی گئی یہ 1989 سے 1999 تک وہ ویسے پینڈنگ پڑی رہی۔ کیوں تقسیم نہیں کی گئی؟اس لیے یہ سوال 613 بہت اہم ہے،اس کو سپیشل کمیٹی کے حوالے کی جائے۔اس کا تعلق پورے صوبے سے ہے ہر ضلع میں زمینیں خریدی گئی ہیں اور تاحال تقسیم نہیں کی گئی ہیں۔

جناب مشتاق احمد غنی: سر! ان کی بات کو میں تھوڑا سا بڑھاتا ہوں۔ جیسے میرے فاضل ممبر نے فرمایا یہ سات مرلہ سکیم لنگڑہ حویلیاں جو 148 کنال 2 مرلے تھی یہ واقعتاً 10 غریبوں کے لئے حاصل کی گئی تھی اور اسی جگہ 1300 کنال اراضی یونیورسٹی کی پہلے سے موجود تھی تو اس کو اس میں Add کر دیا گیا تو ہماری ریکویسٹ یہی ہے کہ اس زمین کو واپس واگزار کیا جائے اور جیسے بانڈہ عطائی خان میں بھی 217 کنال زمین Already موجود ہے اور اس سارے علاقے میں غربت انتہائی افسوسناک حد تک ہے اور They are shelter less ہیں سر۔ تو اگر ان کو یہ زمین دے دی جائے اپنے گھر بنانے کے لئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریب لوگوں کے اوپر اس گورنمنٹ کا بہت بڑا احسان ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب سردار ادریس صاحب۔

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: ایک بات تو یہ ہے کہ جس طرح انہوں نے کہا ہے کہ غریبوں کی حق تلفی ہوئی ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔اس سلسلے میں کسی سے کوئی ایڈوانس نہیں لیا گیا تھا۔ گورنمنٹ نے خود یہ زمین Acquire کی تھی اور اس کے بعد Further گورنمنٹ کی ترجیحات تبدیل ہو گئیں اور انہوں نے وہ نہیں کیا لیکن اس سلسلے میں ہم اس پر غور کر رہے ہیں کہ اگر ہمیں مزید وہاں زمین چاہیئے تو یونیورسٹی کی زمین وہاں پر Utilize نہیں ہو رہی۔ حویلیاں میں چونکہ وہ دوسری جگہ آگے چلی گئی ہے تو اس سلسلے میں انشاءاللہ غور کریں گے اور اس سلسلے میں Seriously ہماری میٹنگز بھی ہو چکی ہیں۔لوکل گورنمنٹ میں اور ہم ان تمام وسائل کو بروئے کار لائیں گے کہ کس طرح سے غریبوں کو وہاں گھر مہیا کریں۔یہ ہماری ذمہ داری ہے اور ہم اس ذمہ داری سے آگاہ ہیں اور آپ کے Question raise کرنے سے پہلے اس پر ہماری بہت سی میٹنگز ہو چکی ہیں اور کراچی کی طرز پر، ہم نے کراچی کا وزٹ بھی کیا ہے اور وہاں پر ہم نے دیکھا کہ سستی بستی کی طرح وہاں پر جو تعمیرات ہوئی ہیں ان کے Experts بھی آئے تھے کہ کسی طرح سے ہم ان

کو بنائیں اور کس طرح سے Affordable کریں۔ کس طرح سے Sustainable گھر ان کو دیں تاکہ یہ غریب لوگ ان کی Payment بھی کر سکیں۔ اتنا زیادہ مہنگا نہ ہو کہ وہ سب امیر جس طرح میرے دوست نے ذکر کیا کہ وہاں پر ایک ہی آدمی وہ سارے گھر لے لے اور اس کے بعد وہ کرایہ پر چڑھادے ہم اس چیز کو Ensure کریں گے کہ وہاں پر کسی قسم کرپشن نہ ہو۔۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی: سر! میری گزارش صرف یہ ہے کہ جناب نے فرمایا کہ غریبوں کی حق تلفی نہیں ہے جی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مشتاق احمد غنی صاحب۔

جناب مشتاق غنی: یہ تو غریبوں کی حق تلفی ہے کیونکہ اس وقت تو پورے ملک میں غریبوں کے لئے یہ سکیمیں شروع کی گئی تھیں اور اس Continuity میں ایبٹ آباد کے اندر بھی اس سکیم کا اعلان کیا گیا تھا اور لوگوں نے اس کو بہت زیادہ Welcome کیا تھا لیکن بعد میں حکومتیں بدلنے سے اور بعض حالات کی وجہ سے وہ سکیمیں وہیں پر ٹھپ ہو کر رہ گئیں۔ اب بہت اچھا موقع ہے کہ یہ بات فلور پر آگئی ہے اور منسٹر صاحب موجود ہیں تو پہلے تو اس زمین کو واگزار کیا جائے جو یونیورسٹی کے پاس ہے۔ گھر تو ہم بعد میں اس کے اوپر بنائیں گے تو اس کے لئے کوئی ٹھوس لائحہ عمل اختیار کیا جائے یا اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں تاکہ اس پورے معاملے کی جانچ پڑتال کی جائے اور ہم کسی حتمی نتیجے پر پہنچ سکیں اور اس علاقے میں بسنے والے غریب لوگوں کو ان کا حق دے سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ Next جی سوال نمبر 641 منجانب۔۔۔۔۔

جناب پیر محمد خان: جناب دا سوال ډیر اهم دے۔

جناب انور کمال خان: جناب یہ سوال بڑا اہم ہے۔ جواب آجائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب ان کی طرف سے آگیا ہے نا۔

جناب نثار صفدر خان: جناب! جیسا کہ مشتاق صاحب نے بتایا ہے اس کو سپیشل کمیٹی کے حوالے کر دیں یہ پورے صوبے کا مسئلہ ہے۔ یہ صرف ضلع ایبٹ آباد کا مسئلہ نہیں ہے آپ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

جناب پیر محمد خان: اس کے لئے سپیشل کمیٹی چاہیئے تاکہ وہ پوری جانچ پڑتال کر کے رپورٹ پیش کرے۔

جناب زر گل خان: جناب دے لہ سپیشل کمیتی جوړه کړئ، دا د دې ټولے صوبے مسئلہ ده۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ده جی، سردار صاحب سره خبره کوؤ جی، سردار صاحب آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اس پر Already کام ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کام ہو رہا ہے۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: اور اس سلسلے میں Legal points دیکھیں گے کہ ہم کس طرح سے واگزار کرا سکتے ہیں۔ اگر وہ زمین وہاں پر یونیورسٹی کے استعمال میں نہیں ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، آپ ان کو موقع دے دیں نا۔

(قطع کلامیاں/شور)

جناب مشتاق احمد غنی: اس پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔ یہ زمین ویسی کی ویسی پڑی ہے۔ سوال کیا گیا ہے اور ان کے محکمے نے جواب دے دیا ہے۔ اس پر کام On ground ثابت ہو جائے تو ہم یہاں موجود ہیں جی، میری اور ہم سب کی گزارش یہی ہے کہ اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ بات سامنے کھل کر آجائے گی اور اتنی بڑی زمین اتنے عرصے سے یہ حکومتی پیسے کا ضیاع ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ تو آج بات سامنے آگئی ہے کہ حق ان لوگوں کو مل جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں نثار گل صاحب، تاسو څه وائے؟

میاں نثار گل: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ 1985 کی بات ہے اور 2003 کو اسمبلی میں آئی ہے۔ اگر یہ سکیم شروع ہو گئی تو لوگ سردار ادریس صاحب کو دعائیں دیں گے کہ غریبوں کو انہوں نے گھر بھی دیئے ہیں۔ یہ ہمارے سامنے کہہ دیں کہ اس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ اگر یہ غیر آباد زمینیں آباد ہو

جائیں اور غیر آباد گھر آباد ہو جائیں، ہم تو ان سے ریکویسٹ کرتے ہیں تو 16 سال کے بعد یہ کریڈٹ سردار ادریس صاحب کو چلا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب مرید کاظم صاحب۔

سید مرید کاظم شاہ: محترم جناب سپیکر صاحب! جب سب ممبران کی یہ خواہش ہے کہ یہ چیز کمیٹی کے حوالے کر دی جائے تو میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ ممبران جو بھی سوچتے ہیں وہ عوام کے لئے سوچتے ہیں اور صوبے کے لئے سوچتے ہیں تو منسٹر صاحب بھی فراخدلی سے اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: نہیں، جناب سپیکر، میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ آپ کس وجہ سے کمیٹی کے حوالے کر رہے ہیں؟ جب ہم کہہ رہے ہیں کہ اس پر Already work ہو رہا ہے اور ہم غریبوں کو مکانات کی فراہمی کے سلسلے میں Already بندوبست کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری میٹنگز ہو چکی ہیں جب ہم Working اس پر کر رہے ہیں، میں جب یہ کہہ رہا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ غریبوں کو مکانات فراہم کرنا، یہ ہماری ذمہ داری ہے تو۔۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی: سر! ہم کہہ رہے ہیں کہ کوئی Working نہیں ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پیر محمد خان صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی: یہ آنریبل منسٹر سے آپ کہہ دیجئے کہ فلاں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پیر محمد خان صاحب څه وائی؟

جناب مشتاق احمد غنی: اس حکومت کو اس جگہ کا ذرا بھی پتہ نہیں ہے، بہت پرانی یہ بات ہو گئی ہے۔ اس لئے گزارش ہے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں اور عزت دار لوگ اس میں جگہ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پیر محمد خان صاحب کچھ فرما رہے ہیں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ میرے دوست صرف ایبٹ آباد کی بات نہ کریں پورے صوبے کی۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پورے صوبے کی بات ہے۔

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: صوبے کی بات کریں اور پورے صوبے میں لوگوں کو مکانات فراہم کرنے کے ہم بات کر رہے ہیں اور یہاں پر سارے اراکین اسمبلی نے بات کی ہے۔اس سلسلے میں ہماری میٹنگز ہو چکی ہیں، آپ اعتبار کیا کریں اپنے اوپر بھی کبھی کبھار۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ آپ ان پر اعتبار کر لیں۔Nextسوال نمبر 641 جناب محترم انجینئر محمد طارق خٹک، محمد طارق خٹک سوال نمبر 641۔

* 641 _ انجینئر محمد طارق خٹک: کیاوزیر بلدیات از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع نوشہرہ کو خوشحال پاکستان پروگرام کے تحت کتنی رقم 2003-2002 میں دی گئی تھی؛

(ب) آیا تمام یونین کونسلوں کو مساوی فنڈز فراہم کئے گئے ہیں؛

(ج) پی ایف۔12 میں کل کتنی یونین کونسلز ہیں۔

(د) پی ایف۔12 کی یونین کونسلوں۔ سپین خاک۔ جبہ خٹک اور ڈاک اسماعیل خیل کو کتنا فنڈز تفویض کیا گیا تھا؛

(ہ) یونین کونسلز سپین خاک۔ جبہ خٹک اور ڈاک اسماعیل خیل کو جتنا فنڈ مختص کیا گیا تھا وہ فنڈ کس مد میں کیا گیا تھا اور آیا وہ مجوزہ Specification کے مطابق خرچ کیا گیا ہے؟

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: (الف) سال 03-2002 کے لئے خوشحال پاکستان پروگرام کے تحت کل allocation 61.201 ملین روپے دیئے گئے تھے۔

(ب) ہر یونین کونسل کو مساوی طور پر فنڈز فراہم نہیں کئے گئے تھے۔

(ج) پی ایف۔12 میں کل گیارہ یونین کونسلز ہیں۔

	SAP	KPP	DLF	کل رقم
ڈاک اسماعیل خیل	0.350 (M)	5.212 (M)	0.615 (M)	6.086 (M)
شاہ کوٹ (جبہ خٹک)		3.2685 (M)	2.750 (M)	6.0105 (M)
سپین خاک	0.0549 (M)	1.9008 (M)	1.7235 (M)	3.6792 (M)

(ہ) تمام فنڈز KPP, DLF, SAP میں دیئے گئے تھے جس کی تفصیل مندرجہ بالا ہے۔ اور متعلقہ محکموں کی رپورٹ کے مطابق مجوزہ فنڈز Specification کے مطابق خرچ کئے گئے ہیں۔

انجینئیر محمد طارق خٹک: جناب! زه د دې د جواب نه Satisfied يم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Satisfied ئے۔

انجینئیر محمد طارق خٹک: آؤ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو ویری مچ۔ سوال نمبر 642 جناب محمد امین خان صاحب، محمد امین صاحب۔

* 642 _ جناب محمد امین: کیا وزیر بلدیات از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ مینگورہ شہر کے اندر سبزی وفروٹ منڈی واقع ہے؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سبزی منڈی گنجان آباد ورہائشی علاقہ میں واقع ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جواب اثبات میں ہوں تو حکومت مذکورہ سبزی منڈی کو شہری علاقہ سے کب تک باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات ودیہی ترقی): (الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ سبزی منڈی مینگورہ میں مدین روڈ پر تجارتی ورہائشی علاقہ میں واقع ہے۔

(ج) سابقہ میونسپل کمیٹی مینگورہ (تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سوات) کافی عرصہ سے اس کوشش میں ہے کہ سبزی وفروٹ منڈی مناسب جگہ کو منتقل کی جائے اس ضمن میں بذریعہ اخبار خواہشمند مالکان سے اراضی اجارہ پر لینے کے لئے مشتہر کی گئی ہے۔ لیکن تاحال تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سوات کو کامیابی نہیں ہوئی ہے۔ کوشش جاری ہیں اور جوں ہی شہری علاقہ سے باہر مناسب قطع اراضی مل جائے گی موجودہ سبزی وفروٹ منڈی کو فوراً وہاں منتقل کیا جائے گا۔

جناب محمد امین: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔

جناب محمد امین: زه جی د دې سوال نه بالکل مطمئن نه يم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مطمئن نه ئے ؟

جناب محمد امین: او جی۔ دا چې کوم جواب نه مطمئن نه يم، هغه دا دے چې دا کوم تحصیل ایډمنسټریشن چې د وئی ت۔ کوم جواب را لیږلے دے-----

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔

جناب محمد امین: تحصیل ایڈمنسٹریشن چې دوئی ته کوم جواب رالیږلے دے نو هغه ئے دلته کښې را مخکښې کړے دے او محکمے په دیکښې دخپل طرف نه څه داسې Time frameیا څه داسې توجه نه ده ورکړے چې د دې مسئلے حل راؤځی۔ د تیر پندره بیس سال نه په مینګوره ښار کښې دننه په ګنجان آبادئی کښې د فروټ او سبزی منډئی ده چې د هغې په وجه باندې عوامو ته ډیر زیات تکلیف دے۔ اوس Devolutionخو په ټول پاکستان کښې شوې دے او د ملک په ټولو ضلعو کښې ضلعی او تحصیل حکومتونه جوړ شوې دی خو کوم اختیار چې مونږ په صوبه کښې تحصیل حکومتونو ته یا ضلعی حکومتونو ته حاصل دے او کومه بے چینی چې دلته کښې ده چې یره، دلته داسې خو هډو ښکاری نه چې صوبائی حکومت هم شته دے یا صوبائی حکومت۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تاسو ضمنی سوال په کښې اوکړئی۔

جناب محمد امین: ضمنی می دا دے چې ما ته دے واضح ټائم فریم راکړی چې یره کوم وخته پورے به دوئی دا سبزی منډی د دې ښار نه۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس ټھیک شوه جی۔ جناب سردار ادریس صاحب، منسټر فار لوکل ګورنمنټ۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں معزز رکن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑے اہم سوال کی طرف توجہ دلائی ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس ضمن میں وہ ٹی ایم اے کی وہاں پر مدد بھی کریں اور شہر سے باہر سبزی منڈی کو نکالنے کے سلسلے میں جس طرح انہوں نے کہا، ٹی ایم اے نے یہ جواب دیا ہے کہ ہمیں ابھی جگہ نہیں ملی ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ بھی اس میں مدد کریں اور باہر اگر جگہ مل سکتی ہے تو ہمارا کوئی اعتراض نہیں ہے اور ان کے ساتھ میں خود بھی مینگورہ جانے کے لئے تیار ہوں اور جب بھی وہ جگہ بتائیں تو میں ان کو کہوں گا کہ اس پر Expedite کریں اور سبزی منڈی شہر سے باہر ہونی چاہیئے اس سے کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Next، سوال نمبر 644 جناب میاں نثار گل صاحب۔ جناب میاں نثار گل صاحب۔

* 644 _ میاں نثار گل: کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ کرک صابر آباد روڈ پر کام کرک ڈیویلپمنٹ اتھارٹی نے شروع کیا ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہوں تو:

(i) مذکورہ روڈ کا ٹینڈر کتنے کلومیٹر کا کیا گیا ہے۔ اور ان کے لئے کتنا فنڈ مختص کیا ہے۔ نیز اس فنڈ کا Source بمع رقم بتایا جائے؛

(ii) مذکورہ روڈ کی ٹینڈر کی مالیت کی تفصیل اور فاضافی رقم کتنی فیصدی بڑھائی جاسکتی ہے؛

(iii) آیا مذکورہ روڈ پر کام ٹینڈر اور ڈیزائن کے مطابق ہو رہا ہے یا اس میں تبدیلی کی گئی ہے۔ نیز اگر تبدیلی کی گئی ہے تو وجوہات بتائی جائے؛

(iv) اس ٹینڈر میں جو Item quality تھی ان کی ریٹ اور تفصیل فراہم کی جائیں۔

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات ودیہی ترقی): (الف) درست ہے۔

(ب) (i) مذکورہ روڈ کے ایک حصے کے لئے جو کہ 2.775 کلومیٹر بنتا ہے ٹینڈر کیا گیا ہے۔ کل رقم جو اس پورے روڈ کے لئے صوبائی سالانہ ترقیاتی پروگرام کے ذریعے ملی ہے۔ وہ مبلغ 13.192 ملین روپے بنتے ہیں۔ یہ رقم مذکورہ روڈ کو دورویہ بنانے کے لئے زمین کی خریداری کے لئے صوبائی حکومت نے دی تھی۔ تاہم بعض مالی دشواریوں کی بناء پر بعد میں صوبائی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ مذکورہ رقم بجائے زمین کی خریداری کے مذکورہ روڈ کی اس Improvement اور Winding پر خرچ کی جائے۔

(ii) مذکورہ ٹینڈر کی مالیت مبلغ 407 ,68 ,40 روپے ہے جو کہ کنٹریکٹ کے مطابق 25% تک اضافی کام کیا جاسکتا ہے۔

(iii) مذکورہ روڈ پر کام منظور شدہ پی سی ون کے مطابق ہو رہا ہے۔ جس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔

(iv) تفصیلات ایوان کو فراہم کی گئی ہے۔

میاں نثار گل: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر! میں اپنے سوال سے اس لئے مطمئن نہیں ہوں کہ جب وہ سوال اسمبلی میں لاتے ہیں تو علاقے کی نمائندگی ہوتی ہے اور ہمیں پتہ ہوتا کہ وہاں پر کیا غبن ہو رہا ہوتا ہے۔ اس میں ڈیپارٹمنٹ نے لکھا ہوا ہے کہ ایک سو تیس ملین روپے ہمارے پاس ہیں، KDA،

کرک ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کے پاس اور ڈھائی کلو میٹر پر یہ لوگ خرچ کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر، یہ ٹینڈر ہوا تھا بتیس لاکھ روپے کا اور کنٹریکٹ میں اس کا Validation order تھا 15 پرسنٹ اور انہوں نے یہاں لکھا ہے کہ ہم اس کو 40 لاکھ سے زیادہ پر نہیں کر سکتے۔ میں اس فلور پر ثابت کر سکتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ 70, 78 لاکھ پر اس کا Validation order کر چکا ہے اور یہ بھی ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے لکھا ہے کہ اس کا کوئی ڈیزائن چینج نہیں ہوا ہے اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ٹینڈر سے پہلے ڈیزائن تھا، کنٹریکٹر کو Benefit دینے کے لئے یا بارگیننگ کرنے کے لئے، اس کا ڈیزائن Change کر دیا گیا۔ اور یہ سارا پیسہ ستر اسی لاکھ روپے کرک جیسے غریب ضلع کی ڈھائی کلو میٹر پر خرچ ہو رہا ہے۔ یہ سوال میں نے اس لئے اسمبلی میں اٹھایا ہے۔ میں سردار ادریس صاحب سے بھی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی غلطی نہیں ہو گی، آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی اگر کوئی غلطی ہو گی، اگر کوئی معزز رکن اسمبلی یہ یہاں اسمبلی میں لانا چاہتا ہے تو ہم آپ کو ان شاءاللہ ثابت کریں گے کہ یہ چیزیں، یہ چوریاں ہوتی رہتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محترم جناب سردار ادریس صاحب۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میاں نثار گل صاحب نے ایک کرپشن کی نشاندہی کی ہے۔ جب میں نے خود کرک کے ناظم اور ڈی سی او سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ یہ چالیس لاکھ کا ٹھیکہ ہے اور اس کی پی سی ون میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔ ابھی سیشن شروع ہونے سے پہلے بھی میری ان سے بات ہوئی ہے، میں معزز رکن کا انتہائی احترام کرتا ہوں اور ان کی بات پر مجھے یقین بھی ہے اور اس ضمن میں میں یہ کہوں گا کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر دیں اور اگر ڈی سی او نے یا متعلقہ ادارے نے یا محکمے میں کسی بھی فرد نے غلط بیانی سے کام لیا ہے یا کہیں کرپشن ہوئی ہے تو کرپشن کے مسئلے میں ہم کوئی Compromise نہیں کریں گے۔ ہم کسی کو Spare نہیں کریں گے۔ آپ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک شو۔ کمیٹی تہ ئے ریفر کڑو۔ دا ستا سو دغہ دے جی۔

میاں نثار گل: میں سردار ادریس صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ Question No. 644, is referred to the Concerned Standing Committee.

سوال نمبر 666 الحاجیہ محترمہ غزالہ حبیب صاحبہ۔ چلی گئی ہیں۔Next، سوال نمبر 706، ڈاکٹر ذاکر اللہ خان صاحب۔ نشتہ۔ ہو گیا جی اچھا۔ سوال نمبر 726 جناب حبیب الرحمان صاحب۔ نشتہ۔ Absent, it خہ جی۔

غیر نشاندار سوالات اور ان کے جوابات

666 _ محترمہ الحاجیہ غزالہ حبیب: کیا وزیر بلدیات از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ سال 1994 تا 1996 ضلع مانسہرہ میں ویمن ڈویژن اسلام آباد سے سکیمیں منظور ہوئی ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیموں پر کام بھی ہوا ہے؛

(ج) اگر (الف) اور (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو:

(i) کون سی سکیمیں منظور ہوئیں اور ان پر کتنا کام ہوا اور کتنا باقی ہے؛

(ii) آیا حکومت باقی ماندہ کام جو ٹھیکیداروں نے کیا ہے اور جس کی رقم بھی سابقہ اے ڈی مانسہرہ کے اکاؤنٹ میں پڑی ہوئی ہیں کی ادائیگی کا کب تک ارادہ رکھتی ہے؟

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) تفصیلات ایوان کو فراہم کی گئی ہے۔

اس بارے میں کام جاری ہے جوں ہی ضابطہ کی کارروائی مکمل ہوئی تو مزید اقدام کیا جائے گا۔

(تفصیلات ایوان کو فراہم کی گئی ہیں)

706 _ ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: کیا وزیر بلدیات از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ 91-1990 اور 92-1991 کے دوران صوبائی حکومت کی طرف سے بجلی فراہمی کی خاطر ممبران صوبائی اسمبلی کے لئے ہر سال آر ای ڈی 10 لاکھ روپے کی رقم جمع کرائی گئی تھی؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل ادیزئی ضلع دیر (لوئر) میں مذکورہ رقم سے بجلی کے پولز فراہم کئے گئے تھے۔ جو مختلف مقامات پر نصب کئے گئے ہیں؛

(ج) آیا یہ بھی درست ہے۔ کہ مذکورہ نصب شدہ اکثر پولز پر کنڈکٹرز (تار) موجود نہیں ہیں؛

(د) اگر (الف) تا (ج) کے جوابات اثبات میں ہوں تو حکومت تحصیل ادیزئی ضلع دیر (لوئر) میں مذکورہ پولز پر کنڈکٹرز (تار) ڈالے اور لوگوں کو بجلی کی سہولت پہنچانے کے لئے اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): ہاں یہ درست ہے کہ سال 92-1991 اور -1992 93 کے دوران ایم پی اے فنڈ سی مختلف دیہات کو بجلی فراہم کرنے کے لئے صوبائی خزانے سے 10 لاکھ روپے جمع کرائے گئے تھے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ لیکن 91-1990 میں صوبائی فنڈ سے کوئی رقم جمع نہیں کرائی گئی تھی۔

(ب) یہ درست نہیں، اس فنڈ سے تحصیل ادیزئی مین بجلی کے کھمبے فراہم نہیں کئے گئے ہیں۔

(ج) اس فنڈ سے کھمبے بھی نہیں لگائے گئے تھے۔ اس لئے کوئی بھی کھمبہ بغیر تار نہیں ہے۔

(د) مندرجہ بالا فنڈز سے کوئی بھی کھمبہ تار کے نہیں لگایا گیا ہے۔ اگر معزز ایم پی اے صاحب بتائیں کہ جو کھمبہ 92-1991 اور 93-1992 کے فنڈز سے لائے گئے ہیں، اس جگہ اور گاؤں کی نشاندہی کرائیں تاکہ کارروائی کی جائے۔

726 _ جناب حبیب الرحمان: کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی ایف۔78 بونیر کا علاقہ چغرزئی چار یونین کونسلوں پر مشتمل ہے؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ بجلی کی نعمت سے محروم ہے؛

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ مالی سال 04-2003 کے ترقیاتی پروگرام میں صوبائی حکومت سے مذکورہ علاقے کے بعض حلقوں میں بجلی کے لئے رقم مختص کی ہے؛

(د) اگر (الف) تا (ج) کے جوابات اثبات میں ہوں تو حکومت علاقہ چغرزئی میں بجلی کی ترسیل کے لئے فنڈز کب تک مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی نہیں۔

(د) اس سلسلے میں خط و کتابت جاری ہے۔

اراکین کی رخصت

Mr. Speaker: Item No. 2, No. 3.

جن معزز اراکین کی طرف سے رخصت کے لئے درخواستیں موصول ہوئی ہیں، ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔ محترم جناب فضل ربانی صاحب، منسٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، آج کے لئے؛ محترم جناب بشیر احمد بلور صاحب، ایم پی اے، 15 دسمبر سے 17 دسمبر تک کے لئے؛ محترمہ سیمین محمود جان صاحبہ، ایم پی اے، آج سے 17 دسمبر تک کے لئے؛ مولانا عصمت اللہ صاحب، ایم پی اے، آج اور کل کے لئے۔ Is it the desire of the House that leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The Ayes have it. Leave is granted.

مسئلہ استحقاق

Mr. Speaker: Item No. 5. Privileges Motions.

میں جناب محمد امین خان، ایم پی اے سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔ تحریک استحقاق نمبر 67، محترم جناب محمد امین صاحب۔

جناب محمد امین: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ آپ کی توسط سے ایوان کی توجہ ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ 21 اکتوبر 2003 کو مینگورہ شہر کے لئے سوئی گیس کی سپلائی کا باقاعدہ افتتاح ہوا جو کہ میرا حلقہ نیابت ہے میں نے اور ضلع ناظم نے جی۔ ایم سوئی گیس کی موجودگی میں مل کر افتتاح کیا لیکن ضلع سوات کی اسسٹنٹ ڈائریکٹر انفارمیشن نے قصداً و عمداً میرا نام کاٹ کر اخبارات کو ایسی خبر جاری کی ہے کہ ضلع ناظم اور جی ایم سوئی گیس نے مل کر افتتاح کیا ہے، جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسسٹنٹ ڈائریکٹر انفارمیشن سوات کے خلاف اس غفلت اور محکمانہ بدانتظامی پر تادیبی کارروائی کی جائے۔ سپیکر صاحب! تاسو ته معلومه ده جی چې سوئی ګیس د الله تعالیٰ یو ډیر لوئے نعمت دے او دا چې کوم ځائے ته هم لاړ شی نو د هغه ځائے عوام ډیر زیات خوشحاله هم وی او چونکه په سوات کښې خو د ځنګلاتو تباهی کیده او هلته چې کوم مسائل وو او د یخنئی په وجه عوام د ډیرو زیاتو

مشکلاتو سره دو چار وو۔ دے وجے نه په هر حکومت کښې د عوامو دیرینه مطالبه دا وه چې ښار ته د او سوات ته د گیس سپلائی اوشی۔ حکومت هغه مطالبه پورا کړه، پائپونه راغلل، گیس سټارټ شو۔ چې کله مونږه افتتاح کوله جی د هغې نه پس هغه ټول کریډټ چې دے، اسسټنټ ډائریکټر واغستو، هغه ئے ډسټرکټ ناظم ته۔ ورکړو۔ زما خیال دے جی چې دا د یو Impartial د سرکاری افسر د پاره دا ضروری وی، چې هغه په انصاف باندې او په عدل باندې ټولو خلقو ته یو شانتے کوریج ورکوی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ټھیک ده، کوریج به ورکړی جی، صحیح ده جی۔

جناب محمد امین: دا د کمیټئی ته حواله شی۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: زه د دې تحریک حمایت کوم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا مجاہد صاحب، محترم۔۔۔۔۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: دا هر ځائے کښې ناظمان خپل ځان اوچتوی او صوبائی ممبرانو ته بالکل اهمیت نه ورکوی، زه د دې پورا مکمل طور باندې تائید کوم۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ټهیک ده جی۔ محترم جناب امیر زاده خان صاحب۔

جناب امیر زاده: جی زه هم د دې حمایت کوم۔ دا د استحقاق کمیټئی ته حواله شی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترم سردار ادریس صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی: ہم سب اس کو سپورٹ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں جی، جی اچھا منسٹر فار انفارمیشن سے گزارش کرتا ہوں۔

(قہقہہ)

جناب مشتاق احمد غنی: دیکھیں ہم تو سپورٹ اس لئے کرتے ہیں کہ ایک آنریبل ممبر کی توہین ہوئی ہے جب انہوں نے Inauguration کی ہے تو ان کا نام قصداً اُس سے حذف نہیں کرنا چاہیئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں، نہیں کرنا چاہیئے تھا جی۔ محترم جناب آصف اقبال صاحب، منسٹر فار انفارمیشن۔

جناب آصف اقبال (وزیر اطلاعات): شکریه، جناب سپیکر صاحب۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ ہ د اسسټنټ ډائریکټر کومه ډیوټی ده، په هغې کښې په سرکاری سطح باندې چې څومره هم Activitiesروان دی، د هغې Coverageکول دی او هغه بیا پریس ته لیږل دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ده جی۔

وزیر اطلاعات: مخکښې بیا د پریس خوښه وی چې هغه هیډنګ کښې د چا نوم لګوی، د چا نوم نه لګوی۔ لکه دا Cuttingخه کوم لګیدلے دے، په دیکښې هیډنګ، ''مینگورہ سوات کے عوام کو سوئی گیس کی فراہمی شروع'' دا اوس صرف د "مشرق" اخبار خپل اختراع ده۔ دا هیډنګ دوی لګوی۔ د دوئی نوم چې کوم دے، هغه باقاعده دننه درج دے چې په هغې کښې لیکلے شوې دی چې ''میونسپل کمیٹی مینگورہ کے سبزہ زار میں ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں منتخب ایم پی اے محمد امین کے علاوہ'' د دوی ذکر د غلته کښې هم شته او بیا لاندې بل ځائے کښې ذکر دی چې ''تقریب سے ایم پی اے محمد امین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سوئی گیس کو''۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نه جی د دوئی سوال دا دے جی چې زما په دې افتتاح کښې چې کوم ئے کړې ده، نوم نشته د هغوئی۔

وزیر اطلاعات: اصل کښې دا به هینډ آؤټ کتل غواړی چې هینډ آؤټ ئے کتلے دے چې هغې کښې د دوئی نوم شته یا نشته۔ دا خو صرف اخباری Cutting دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک شوه جی۔ نو کمیټی به دا بیا اوګوری جی که تاسو، ستاسو څه خیال دے ؟۔۔۔۔۔

وزیر اطلاعات: بالکل زما بالکل دا رائے ده چې دغه رنګے چې کوم یوچې کوم یو سرکاری اهلکار زمونږه د معزز ممبر پارلیمنټ چې کوم دے د هغوئی استحقاق مجروح کوی نو د هغوئی تپوس پکار دے۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: تھیک شو شکریه جی۔ Is it the desire of the House that the matter may be referred to the Privileges Committee?

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The matter is referred to the Privileges Committee.(قہقہہ) جبل ته ئے حواله کړئی۔

جناب محمد امین: سپیکر صاحب، ډیره شکریه جی۔ زه د ټول معزز ایوان شکریه ادا کوم چه هغوئی زما مرسته اوکړه۔

جناب ڈپٹی سپیکر: (قہقہہ) ډیره شکریه۔ ایٹم نمبر 7 توجہ دلاؤ نوٹسسز۔ یہ کال اٹینشن نوٹس نمبر 536 ہے جو ڈاکٹر محمد سلیم خان، حاجی عبدالماجد خان صاحب اور جناب مختیار علی خان صاحب کی طرف سے ہے لہٰذا میں جناب ڈاکٹر محمد سلیم صاحب سے گزارش کروں گا۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر، سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سر۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب، آپ نے جو ایجنڈا دیا ہے، اس میں پریویلج موشن کے بعد ایڈ جرنمنٹ موشنز کا نمبر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی جی۔

جناب عبدالاکبر خان: اؤ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں، Sorry، یہ ہے۔ ایڈ جرنمنٹ موشن آج کوئی نہیں ہے جی۔ آئٹم نمبر چھ (6) تحریک التواء کے بارے میں ہے۔ لیکن آج کوئی تحریک التواء کسی ممبر کی طرف سے پیش نہیں ہوئی ہے، شکریہ۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! یہ تو میرے خیال میں نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمارے کم از کم پندرہ بیس تحاریک التواء Pending ہیں۔ اگر سیکرٹریٹ نے نہیں لی ہیں تو وہ الگ بات ہے اور یا آپ کو پیش نہیں کی گئی ہیں تو وہ بھی الگ بات ہے ورنہ ہمارے پاس ان کی Copies پڑی ہوئی ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس ہا

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں نہیں ہیں۔ میرے پاس ایجنڈے میں نہیں ہیں۔ کال اٹینشن نوٹسز۔ ڈاکٹر سلیم خان صاحب! اپنا کال اٹینشن نمبر 536 پیش کریں۔

ڈاکٹر محمد سلیم: جناب سپیکر! "ایک اہم، عوامی اور فوری حل طلب مسئلہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ گرلز کالج صوابی میں طالبات کو داخلہ نہ ملنے پر طالبات اور ان کے والدین میں تشویش پائی جاتی ہے اور باوجود اس کے کہ پرنسپل نے کالج کی بلڈنگ Accommodation کے لئے کافی قرار دی ہے لیکن ان دو مہینوں میں محکمے نے کافی غفلت سے کام لے کر عوام میں بے چینی پیدا کی ہے۔" جناب سپیکر! دا یو ډیره اهمه مسئله ده۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عبدالماجد خان هم اووائی، بیا تاسو جواب اوکړئی جی کنه۔

ڈاکٹر محمد سلیم: زه کوم بیا به هغه اوکړی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ښه۔ ښه جی۔

ڈاکٹر محمد سلیم: دا یوه ډیره اهم مسئله ده۔ تعلیم د هر انسان بنیادی حق دے۔ کالج ته چې جینکئی لاړے شی اؤ دا بیا خاص کر د جینکو مسئله ده۔ او د ایم ایم اے حکومت باندې دا یو الزام دے چې یره دوئی د جینکو تعلیم نه غواړی، نو دا خبره ده چې ما ډائریکټر صاحب ته، سیکرټری صاحب ته او وے چې صوابئ کالج کښې چې میرټ باندې چې کومے جینکئی داخلے شوې د هغې نه علاوه Additional seats مونږ له راکړئی۔ په 1993، 1994 کښې به ډائریکټر صاحب ډیر سیټونه راکړئی۔ د هغې نه مخکښې ئے هم راکړے دی۔ دا ځل ډائریکټر صاحب راغلو خو چې کله سیکریټری صاحب نه مونږه درخواست اوکړو نو اول خو هغه زمونږ Application په پنځلس ورځو کښې سیکرټری ته اونه رسیده۔ چې کله اورسیدو او مونږ سیکرټری صاحب سره ملاؤ شو، نو سیکرټری صاحب وئیل چې ما For observation لیکلی دی۔ مونږ ورته اووئیل چې جی Observation کیږی نو بیا به پکښې میاشت نوره لګی، تر هغې پورے به سیشن ختم وی۔ زه، مونږ د بنوں نه یو ممبر حامد شاه صاحب او عبدالماجد خان، درے واړه سیکرټری صاحب له لاړو خو دهغه جواب څه تسلی بخش نه وو۔ مونږ ورته اووئیل چې تاسو په ټیلی فون هم تپوس کولے شئی چې Accommodation

برابر دے او کہ نہ دے، پہ صوابئی کالج کښې ښه ډیرے کمرے وے، بیا هم سیکرټری صاحب زمونږ خبرې له هیڅ قسم توجه ورنه کړه۔ منسټر صاحب په دغه ورځو کښې عمرے له تلے وو ګنی مونږ به منسټر صاحب له تلی وو۔ نو زه دا خبره کوم چې ډیرے جینکئی د تعلیم نه محروم پاتے شوې۔ که فرنټیئر کالج کښې نه ملاویږی داخله خو ښه میرټ اوچت دے۔ که جناح کالج کښې نه ملاویږی خو میرټ ډیر اوچت دے۔ نو د صوابئی کالج نه آخر لاندې بل کوم ځائے ته لاړ شی؟ د صوابئی کالج نه لاندې خو بل کالج نشته کنه چې ګنی دا جینکئی به ځی او بل ځائے به داخله اخلی۔ نو زه دا وائمه که مونږ دا غواړو چې دا جینکئی د تعلیم حاصل کړی۔ بی اے دےاوکړی، ایم اے دے اوکړی نو پکار ده چې کوے جینکئی پاس شی، کم از کم هغوئی ته خو د په کالج کښې داخله ملاؤ شی کنه۔ دغه د جینکو کال ضائع شو۔ والدین ډیر زیات بے چینه دی۔ او والدین خو ګورے تردے پورے وئیلے وو چې مونږ ځو او دا کالج بندؤو۔ ګورئی، ما منع کړے دی۔ دغه کالج له مونږ د صوابئی، د مانیرئی کلی خلقو، ګورے هلته زمکه د کروړونو روپو ورکړې ده۔ او چې هلته داخله نه ملاویږی جینکو ته نو بیا داسې کالج چلولو څه ضرورت دے؟ خو د سیکرټری صاحب رویه مونږ سره ښه نه وه۔ ماجد خان هم ګواه دے او زمونږ حامد شاه صاحب د بنوں نه ممبر دے، دا ټول ګواهان دے چې سیکرټری صاحب په خپل یو موډ کښې وو۔ زمونږ خبره ئی هډو آوریده نه او بس بره بره ئے کتل۔ نو دا طریقے ښے نه دی۔ ایجوکیشن کښې خو داسې سیکرټری پکار دے، که فارسټ کښې وے یا بل ځائے کښې وے نو ډیر خوند په ئی کړے وو یا به ئے اوریدل یا به ئے نه۔ ایجوکیشن له خو داسې سیکرټری پکار دے چې هغه له خلق ورشی او د هغه خبره واوری۔ نو زه دا وائمه چې د چا د پاره نوکری نه ده، صرف تعلیم ورکول دی یا ایډیشن دے۔ نو که د پنځو سو په ځائے اتیا جینکئی او د آتیاؤ په ځائے سل جینکئی داخلے شی نو څه خاص خبره نه ده۔ دا زما ذاتی مسئله نه ده۔

میاں نادر شاہ: جناب سپیکر صاحب! یو۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نه نه، اول د هغوئی دغه دے کنه، بیا تاسو۔ تاسو بیا اوکړئی، د دوئی نمبر دے کنه۔ دوئیMovers دی کنه۔ ختم شی بیا تاسو اوکړئی۔ محترم جناب عبدالماجد خان صاحب۔ جی۔

جناب عبدالماجد: کوم گزارشات چې ډاکټر سلیم صاحب اووے، زه د دې گواه یم۔ دا حرف په حرف دوئی صحیح خبره اوکړه۔ خو یو دغه خبره دا ده چې بلډنګ بڼه Capacious building دے۔ سټاف پوره دے۔ نه مو سټاف د پاره وینا ده چې هغه په فنانس باندې څه دغه غورځوی، نه د کمرے جوړولو ضرورت دے خو صرف د فیاضئی ضرورت دے چې دغه هومره اوکړی محکمه چې دوئی له اجازت ورکړی چې دا ماشومانے په ځائے د دې شپیته شپیته میله لرے ځی، چې هم د کلی په خواه کښې په دې کالج کښې ئے داخله اوشی۔ د ډاکټر سلیم صاحب دا خبره چې د دې صوابئی نه به بل کمزورے کوم کالج څه کیدے شی چې هلته د هم یو سړی ته داخله ملاؤ نه شی۔ د هغه ضلعے ماشومان، د هغه مقام ماغومانو ته۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس ٹھیک شوه جناب۔ محترم جناب مختیار علی صاحب۔

جناب مختیار علی: شکریه، جناب سپیکر صاحب۔ څنگه چې ماجد لاله او ډاکټر صاحب خبره اوکړله نو حقیقت خبره دا ده چې دا بنیادی یو مسئله ده زمونږ د صوابئی۔ منسټر صاحب هم زمونږه د صوابئی ضلع سره تعلق ساتی۔ دوئی خو هغه ورځو کښې موجود نه وو خو دوئی ته هم ستاسو په وساطت د دې اسمبلئی د فلور نه دا خواست کوؤ چې دا بنیادی اهمه مسئله د زمونږ حل کړی ځکه چې پرنسپل صاحب هم دغه خبره کړې ده چې بلډنګ زمونږ شته دے نو چې شته دے نو گنی بیا څه دا سې مشکلات دے چې مونږ ته پکښې؟ دغه زما گزارشات وو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب میاں نادر شاه صاحب۔ گورئی جی دوئی دغه کوی۔ دے سره Related دے۔

جناب نادر شاه: جناب سپیکر صاحب! او جی دے سره Related خبره ده جی۔ د جینکو سکولونه او کالجونه خو چونکه د ایم ایم اے گورنمنٹ د دې د پاره بڼه کافی کوشش کړے دے۔ مردان کښې هم دوه ډگری کالج ئے منظور کړی دی

اگرچې دا مسئله مونږ ته هم مخه ده چې په مردان کښې هم په کالج په 660 نمبرو باندې جینکئی د داخلے نه محروم پاتے شوې دی۔ نو چې څنګه دوئی ته په صوابئی کښې مسئله ده، دغه شان مونږ ته په مردان کښې مسئله ده۔ لهذا مونږه د محکمے د منسټر صاحب په نوټس کښې دا خبره راولو چې په مردان کالج کښې د هم د سیټونو اضافه اوکړی او د صوابئی د پاره د هم اوکړی۔ چې یو شان زنانه د دې نه محروم پاتے شوې دی، هغوئی ته په دې کښې موقع ملاؤ شی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ نعیمہ اختر صاحبہ۔

محترمہ نعیمہ اختر: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دے سره Related ده؟

محترمہ نعیمہ اختر: جی، جس طرح نادر شاہ صاحب نے کہاہے کہ مردان میں بھی مسئلہ ہے۔ چونکہ اس دفعہ ایف ایس سی کی ایڈمیشن کے لئے ہم نے دو دفعہ سیٹ کے لئے Apply کیا اور دونوں دفعہ ہمیں سیکرٹری صاحب نے سیٹ ریلیز کرکے دے دی۔ میں نے چھتیس (36) سیٹیں دوبارہ اس کے لئے لیں لیکن ان میں سے صرف بارہ سیٹوں کی Waiting list لگ گئی اور سیٹیں پرنسپل صاحب نے فروخت کردیں۔ ان میں سے 409 نمبروں والے کو ایڈمیشن مل گیا لیکن 532 نمبر والوں کو ایڈمیشن نہیں ملا لیکن میں نے اس کے سامنے یہ Prove کرکے دکھایا کہ آپ نے 408 نمبر والے کو ایڈمیشن دیا ہے، 509 والے کو نہیں دیا۔ اس طرح جتنے بھی سپورٹس میں لئے ہیں وہ سارے 300 اور 318 نمبروں حاصل کرنی والے لئے ہیں اور سپورٹس ٹرائل سے پہلے ان کو ایڈمیشن دیا گیاہے۔ ٹرائل بعد میں کیا گیاہے تو اس کے لئے ہم نے سیکرٹری سے رابطہ کیا تو اس نے کہا مجھے لکھ کر دو۔ ہم نے اسے لکھ کر دے دیا۔ اس وقت بھی منسٹر صاحب نہیں تھے پھر منسٹر صاحب سے لکھوا کر دیا، سی ایم سے لکھوا کر دیا، لیکن ابھی تک اس پر کوئی بھی انکوائری نہیں ہوئی اور اس کا کچھ بھی رزلٹ نہیں آیا ہے۔ ایف ایس سی کی جتنی بھی سیٹیں ہیں تو 26 سیٹ ان میں سے فروخت ہوئی ہیں اور اس کے ہمارے پاس Proof ہے۔ میں نے ان کو دکھا دیا۔ کہ یہ اس طرح آپ نے کیا ہے لیکن پھر بھی اس نے کچھ بھی نہیں کہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محترم جناب امانت شاہ حقانی صاحب۔

جناب امانت شاہ: شکریه جناب سپیکر صاحب دا کومه مسئله چې عبدالماجد خان لالا او سلیم خان صاحب او زمونږ ملگرو اوچته کړله، دغه مسئله په مردان کښې هم وه خو مونږ د خپل وزیر اعلیٰ صاحب ډیره شکریه ادا کوؤ چې کله هغوئی مردان ته تشریف راوړو، دغه خبره مونږه اوکړله هلته د مطالبے په شکل کښې، هغوئی هم دغه اومنله چې هدایات کومه چې د دوئی فوراً په دغه کالج کښې د نورو سیټونو اضافه اوکړی او زمونږه هم دغه درخواست دے چې هغے باندې دے فی الفور عمل درآمد اوشی او زمونږ دے کالجونو کښې د د دې سیټونو اضافه اوشی۔

جناب جمشید خان: سپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جمشید خان صاحب، محترم جناب جمشید خان صاحب۔

جناب جمشید خان: شکریه، جناب سپیکر۔ دا د میرټ خبره کیږی، دا بونیر داسې بدقسمته ضلع ده چې تر اوسه پورے پکښې د جینکو کالج نشته جی۔ زما دا درخواست دے چې عارضی بنیادونو باندې په Rented building کښې دا کالج شروع شی نو کم از کم دا به دے نورو ضلعو سره خو برابر شی څه نه څه طریقه باندې۔ دا ډیره د افسوس خبره ده چې په دې وخت کښې یو کالج هم هلته نشته۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب حامد شاہ صاحب۔

جناب حامد شاہ: شکریه، جناب سپیکر صاحب۔ چې کومے مسئلے باره کښې ډاکټر سلیم صاحب او عبدالماجد صاحب خبره اوکړه، د هغې زه تائید کوم۔ او هغې نه علاوه زه د منسټر صاحب دے طرفته هم توجه راګرځول، منسټر صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی جی متوجه دے۔

جناب حامد شاہ: ایجوکیشن منسټر صاحب چې دے طرفته توجه شی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: متوجه دے جی۔

جناب حامد شاہ: چې د کومه مسئلے باره کښې ډاکټرسلیم صاحب او ماجد لالا خبره اوکړه، زه د دې څیز ګواه یم، زه دوئی سره لاړووم، هغه سیکرټری صاحب ته

مونږه ریکویسټ اوکړو۔ ځنے خبرې سپیکر صاحب، داسې وی چې هغه د فنډ سره Related وی، فنانس سره دا خبره وی، دا د ایجوکیشن خبره وه، هغې کښې ډاکټر سلیم صاحب هم ورته اووئیل چې ایجوکیشن منسټر صاحب هم نشته، هغه مطلب Out of country دے او دا ستاسو Responsibility ده او دا د سیکرټری Responsibility ده چې فرض کړه کوم ځائے کښې دا ایجوکیشن داسې د غه، څوک توجه دلاؤ ورته اوکړی نو هغه ته پکار دی چې دے طرفته بنه توجه ورکړی او هغه طرفته چې کوم Response وو، هغه Positive نه وو او دے نه علاوه زه د منسټر صاحب یو بل طرفته هم توجه راګرځوم۔ هغه دا چې ځنے ځایونو کښې د سکولونو Up-gradation اوشی نو اکثر۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دا خو دے سره تعلق نه لری کنه، بیا به ته په دې بل موشن راوړے، خو دوئی به د دې خپل۔۔۔۔

جناب حامد شاه: خو د دې سره یو Related خبره ده، ماله یو منټ راکړئ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نه جی نه۔ جناب وزیر تعلیم۔ محترم جناب مولانا فضل علی حقانی صاحب۔

میاں نثار گل: زما یو خبره دے سره Related ده جی۔

مولانا فضل علی (وزیر تعلیم): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریه جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کال اټینشن باندې بحث نه وی، بغیر د Mover نه۔

میاں نثار گل: ډګری کالج متعلق زه خبره کومه او ماته به منسټر صاحب د هغے جواب راکوی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اوس منسټر له ما فلور ورکړے دے، بیا به اوکړئ جی۔

میاں نثار گل: بنه جی۔

وزیر تعلیم: ستاسو ډیره شکریه جی۔ اول ستاسو د دې فیاضئ هم شکریه ادا کوؤ چې تاسو ټول هاؤس ته مو موقع ورکړه جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: او دوئی بیا هم ګله کوی۔

وزیر تعلیم: او د دې نه علاوه جی چې څومره پورے د ماجد لالا او د ډاکټر سلیم صاحب د خبرې تعلق دے نو چونکه دا زما خپل ډسټرکټ دی نو ظاهره خبره ده چه مونږ سره نور هم د هغې زیات احساس به وی جی خو چې څه پوزیشن د دې کالج دے جی، نو په دې کښې سائنس، آرټس، د دواړو گروپو، د سائنس 240 او د آرټس پکښې 440، دومره تعداد دې پکښې۔ بیا ډائریکټر ته دا اختیار وی چې هغه یو څوار لس سیټونه چې پرنسپل ورته کله درخواست اوکړی، هغه سیوا کړی۔ ډائریکټر پکښې هغه هم سیوا کړی دی۔ بیا سیکرټری ته دا اختیار وی چې هغه شل سیټونه نور سیوا کړی که بیا پرنسپل درخواست اوکړی نو هغه شل سیټونه هم په هغې کښې سیوا شوې دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نو 34 شو۔

وزیر تعلیم: او جی دا شل پکښې نور هم سیوا شوې دی نو دا اضافی نشتونه چې څومره دی، د هغې منظوری ورکړے شوې ده او په دیکښې نور د داخلو گنجائش، هغه د پرنسپل د طرف نه دغه راغلې دے چې نور د داخلو گنجائش نشته دے۔ پرنسپل دا باقاعده اطلاع راليږلے ده، Written کښې جی۔ نو مونږ په خپله د هغے تحقیقات اوکړو، زه به لاړ شم که چرے د داخلو گنجائش پکښې نور هم وی او زمونږ بچی پاتے وی نو ان شاءالله هغه به مونږه-----

جناب ڈپٹی سپیکر: هغه که خصوصی Non developmental دغه باندې اوشی نو ټهیک ده۔

وزیر تعلیم: هغه به داخلوؤ جی۔ دے نه علاوه پاتے شوه د ډاکټر صاحب دا خبره چې ایم ایم اے گورنمنټ باندې دا الزام دے چې یره دوئی د فیمیل ایجوکیشن ته توجه نه ورکوی نو زما خیال دے دا خو یوه ډیره بے بنیاده خبره ده۔ په دې 55 کالو کښې چې فیمیل ایجوکیشن باندې څومره توجه مونږه ورکړې ده، فوکس کړے مو دے، دومره به چا نه وی کړے جی۔ او بیا پخپل ډسټرکټ کښې، ما په زیده کښې هم ډگری کالج کهلاؤ کړو، سپیکر صاحب ستاسو توجه غواړم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سر۔

وزیرتعلیم: په زیده کښې مے هم کالج کهلاؤ کړو، په ټوپئ کښې مے هم کالج کهلاؤ کړو، په مردان کښې پینځه کالجونه د فیمیل کهلاؤ شوې دی (تالیاں)
او د دې سره سره مونږه اوس کمیشن هم دا یو خبره Propose کړې ده جی چې مونږه Enrolment کښې کوشش به دا کوؤ چې مونږه د فیمیل هغه تعداد سیوا کړو۔ په Hill area کښې، په دې رورل ایریا کښې او دے سره سره مونږه چې کوم د آئنده کال نه دا پرائمری کلاسونو ته مفت کتابونه به ورکوؤ نو په هغې کښې د ټولو نه فرسټ چې کوم دے ، هغه مونږه فیمیل، ایښی دی۔ فیمیل ته به مونږه پینځم کلاس پورے ورکوؤ او میل ته به مونږه دریم کلاس پورے ورکوؤ جی۔ نو دا ظاهره خبره ده چې مونږه ترجیح دوئی ته ورکوؤ جی خو دا چونکه کمے په ټولو ډسټرکټونو کښې دے نو زمونږ کوشش خو دا دے چې تعلیم دے کوځے کوځے ته اورسی خو چونکه وسائلو ته او دے څیزونو ته هم کتل دی۔ دے نه علاوه د ډاکټر صاحب دا خبره چې یره ما سره سیکرټری رویه ښه نه ده، که چرے دا صورتحال وی، زه به د دې تحقیق اوکړم، ان شاءالله داسې څه خبره به نه وی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تهیک شوه جی۔ شکریه جی۔

محترمہ رخسانہ بی بی: جناب سپیکر صاحب!

ڈاکٹر محمد سلیم: محترم سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: خو دے سره خبره ختم شوه۔ آپ اس کے بعد پھر آجائیں۔

محترمہ رخسانہ بی بی: نه سپیکر صاحب زما ، نہیں جی، دے سره Related زما یو خبره ده۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نو هغه خو هغوی جواب اوکړو کنه۔

محترمہ رخسانہ بی بی: نه جواب نه، دوئی وائی صرف په مردان کښې دوئی کړی دی۔ په بنوں کښې به کوی، په دغه کښې به کوی، دا خو ټول صوبه سرحد دې۔ زمونږ په۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمه صابره شاکر صاحبه، دا دغه واورئ، مولانا صاحب۔

محترمہ رخسانہ بی بی: سرا! زمونږه په علاقه کښې، په شبقدر مته کښې-----

جناب ڈپٹی سپیکر: دا غلط سیټ باندې ناسته وه کنه- دی سائیډ ته شے نو بیا به پته اولږی کنه- محترمه رخسانه بی بی-

محترمہ رخسانہ بی بی: نه جی، په ډسټرکټ چارسده کښې-----

ڈاکٹر محمد سلیم: جناب سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: دا تاسو په کوم دغه باندې خبرې کوئ؟

ڈاکٹر محمد سلیم: میں Satisfied نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تاسو ماته Rule quote کړئ-

محترمہ رخسانہ بی بی: رولز نه جی، دوئی اووے چې مونږ په مردان کښې او په دغه کښې-----

وزیر تعلیم: مونږ ته ئے مطالبه نه ده کړے جی-

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبه ئے خو نه ده کړے-

وزیر تعلیم: د سکول مطالبه ئے کړې ده، که د کالج مطالبه ئے کړې ده؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نه، نه دا سې خو تاسو سوال راوړئ کنه-----

محترمہ رخسانہ بی بی: نه جی زمونږ په دغه کښې د 1947 نه مډل سکول دے، په هغې کښې هائی سکول نشته- جینکئ پندره کلومیټر، پندره چوده کلومیټر د خپلے علاقے نه ځی- نو د هغوې د پاره د هائی سکول او د کالج ضرورت نشته، صرف په خاص علاقو کښې دے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ټهیک ده جی- جناب نثار صفدر خان سے گزارش ہے کہ وہ اپنا کال اٹینشن نمبر 537 پیش کریں۔جناب نثار صفدر صاحب۔

ڈاکٹر محمد سلیم: نه جی سپیکر صاحب، زما نه چا تپوس او نه کړو چې یره زه Satisfied یم که نه- زما د مطمئن کیدو خبره هم ده کنه-

جناب ڈپٹی سپیکر: نو د دې خو هغوی جواب اوکړو کنه-

ڈاکٹر محمد سلیم: نه جی، جواب کښې لږ غوندې فرق شته. پرنسپلے لیکلے وو چې 50 seats مونږ له راکړئ، چوده ډائریکټر راکړل. چهتیس مو بیا اولیږل سیکرټری صاحب ته، چهتیس کښې هغه بیس راکړل. دستخط پرے شته چې Fifty seats ایډیشنل راکړئ، مونږ له Fifty seats نه دی ملاؤ شوې. زه دا نه وایم، دا خبره هم نه کومه، زه دا الزام نه لګوم، خلق دا الزام لګوی. زما دا خبره نه ده چې ګنی ایم ایم اے حکومت دا کار نه کوی. ایم ایم اے حکومت کالجونه هم جوړ کړی دی، سکولونه ئے هم جوړ کړی دی خو زه دا وایم چې دیکښې خو ګوره نه پیسے لګی او نه Finance involve دے-----

جناب ڈپٹی سپیکر: اودریږئ، تاسو له ټائم درکوؤ کنه جی.

جناب نثار صفدر خان: اچھا جی.

ڈاکٹر محمد سلیم: Fifty seats مو غوښتے وو جی، دغه بیس سیټ چې مونږ ته ملاؤ شو، هغه ناکافی وو.

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہ طریقہ کار تو بالکل Out of-----

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: آپ تو اس پر Full debate کر رہے ہیں.

ڈاکٹر محمد سلیم: هغه پوره ډاکومنټ دے را اوغوختے شی او اودے کتلے شی.

جناب ڈپٹی سپیکر: اوس ئے جی بس هغه جواب اوکړو کنه، هغه جواب اوکړو جی.

جناب ظفر اعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ظفر اعظم صاحب.

وزیر قانون: کال اٹنشن پر تو ڈیبیٹ نہیں ہوتی. آپ ہاؤس سے Confirm کر لیں.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈیبیٹ نہیں ہوتی ہے، بالکل جی. جی ہاں جی. جی بالکل ٹھیک ہے.

جناب طاہر بن یامین: سپیکر صاحب! یو منټ جی دغه کښې یو شئے دے چې دا منسټر صاحب اووئیل، زه دا وایمه چې ایم ایم اے د اسلام-----

جناب ڈپٹی سپیکر: طاهر بن یامین صاحب تاسو څه وائی جی؟

جناب طاہر بن یامین: یو منټ جی۔ دا د اسلام حکومت دے۔ دغه کښې خو روا داری او انصاف پکار دے جی۔ نو پخپله ئے On the floor of the House دا Admit کړه چې ضلع مردان کښې پنځه کالجز خلاص شو، نو زه لږ غوندې دا پوهتنه کمو چې دا ضلع ټانک کښې تر اوسه پورے د جینکو یو کالج دوئی نه دے کهلاؤ کړے، نو دا اسلام کښې دغه شئے "انصاف" نه مونږ ته ضلع ټانک ته تاسو راکوئ جی چې یو کالج مو مونږ ته را نه کړو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تاسو پرے دا سوال پیش کړئ کنه یا کال اټنشن راوړه بیا۔

جناب طاہر بن یامین: نه جی دا خو اوس Custody of-----

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب نثار صفدر صاحب۔

جناب خالد وقار ایڈوکیٹ: سپیکر صاحب! پوائنټ آف آرډر دے۔ پوائنټ آف آرډر باندې خبره کوم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی تاسو Rule quote کړئ جی۔ جناب خالد وقار خان صاحب۔

جناب خالد وقار ایڈوکیٹ: زمونږ د محترم ممبر کاشف اعظم صاحب ماما په حق رسیدلے دے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ښه، خه جی۔ ښه ښه۔

جناب خالد وقار ایڈوکیٹ: درے بجے ئے جنازه ده نو ما وئیل دعا هم ورله اوکړئ جی۔ او بیا-----

جناب ڈپٹی سپیکر: د کاشف اعظم صاحب ماما ؟

جناب خالد وقار ایڈوکیٹ: او جی او۔ درے بجے نن جنازه ده جی۔ مولانا صاحب ته خواست اوکړئ چې دعا اوکړی۔ پاوکه کښې جی، نو دعا ورله اوکړئ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ښه جی، مولانا حقانی صاحب، تاسو دعا اوکړئ جی۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: .Next jee کال اٹنشن نمبر538 محترمہ فرح عاقل شاہ صاحبہ۔ محترمہ فرح عاقل شاہ صاحبہ۔

محترمہ فرح عاقل شاہ: شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک نہایت اہم اور حساس نوعیت کی اخباری خبر کی جانب مبذول کرانا چاہتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ صوبہ سرحد میں عام قیدیوں کی قید میں تخفیف یا Remission۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز، دا او گورئی د و مرہ بنکلے کال اٹینشن دے جی، جی۔

محترمہ فرح عاقل شاہ: عام قیدیوں کی قید میں تخفیف یا Remission کی سہولت نہ دینا، جناب والا! پورے ملک میں Section-382(b) of criminal procedure code and 261 of prison rules کے تحت قیدیوں کو Remission کی سہولت دی جاتی ہے جبکہ صوبہ سرحد میں یہ سہولت ختم کر دی گئی ہے۔ آئی جی جیلخانہ جات صوبہ سرحد نے تمام جیل سپرنٹنڈنٹ کو زبانی حکم دیا کہ قیدیوں کو Remission کی سہولت نہ دی جائے جو کہ سراسر زیادتی ہے اور انسانی واخلاقی اقدار کی منافی ہے۔ لہذا اس پر بحث کی اجات دی جائے اگر آپ سر، مجھے اجازت دیں تو میں تھوڑا سا یہ۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

محترمہ فرح عاقل شاہ: جس کا میں نے ریفرنس دیا ہے، اس میں سے کچھ پڑھنا چاہوں گی۔

"The prisoners in NWFP, are not treated at par with their counterparts in other provinces as they have not been granted remissions as for the period when they remain as under trial prisoners, claimed legal experts. Flowing the judgment of the High court in May last year, the prisoners authorities and the province have not been counting remissions granted by the competent authorities to the prisoners for the period when they are under trial prisoners".

باقی تینوں صوبوں میں جب تک ایک قیدی Under trial ہوتا ہے تو جب تک اس کا فیصلہ نہیں ہوتا، اس کا وہ پیریڈ جو وہ وہاں پر گزارتا ہے، اس کی اس کو معافی دی جاتی ہے۔ صرف صوبہ سرحد میں یہ زیادتی ہے کہ ہمارے قیدیوں کو جو انڈر ٹرائل ٹائم ہے، جب تک ان کا فیصلہ نہیں ہو جاتا کہ وہ ملزم ہے یا مجرم، تو اس کی ان

کو Remission نہیں دی جاتی ہے تو سر یہ سراسر زیادتی ہے اور میں چاہوں گی کہ حکومت جواب دے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل، ضرور دیں گے۔

محترمہ فرح عاقل شاہ: یہ زیادتی ہمارے صوبے کے قیدیوں کے ساتھ کیوں ہو رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب خالد وقار خان۔

جناب خالد وقار ایڈوکیٹ: دا Criminal Procedure Code Section. 382 (b) یو دفعه ده جی، چې هغه ځائے کښې کوم یو سړے Convict شی نو هغه چې کوم دا حوالات کښې وخت تیر کړے وی چې هغه ته-----

جناب ڈپٹی سپیکر: هغه به هغه سزا کښې-----

جناب خالد وقار ایڈوکیٹ: هغه ته شمار کړے شی جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی او۔

جناب خالد وقار ایڈوکیٹ: نو هغه ته څه فائده ملاوشی جی۔ نو واقعی دا خبره ټهیک ده جی چې نن سبا قیدیانو ته دا فائده نه ملاویږی او دا دوئی سره زیاتے دے۔ نورو صوبو کښې ملاویږی باقائده، مخکښې قیدیانو ته ملاویده چې فرض کړه یو سړے قید کښې وخت تیر کړی-----

جناب ڈپٹی سپیکر: حوالات کښې۔

جناب خالد وقار ایڈوکیٹ: حوالات کښې جی،او دے سباله Acquitشی نو یو خو دهغوی Compensation هغه Compensate کولے نه شی جی، هغه ته هغه څیز نه شی ورکولے چې بهئی تا دومره موده په قید کښې ولے اوساتلو، بل ورپسے دا جی چې هغه فرض کړه Convictشو،سزا یافته شو، سزا ورته واورولے شوه، څلور کاله یا پینځه کاله او هغه څلور پینځه میاشتے په حوالات کښې تیرے کړے وی نو هغه پینځه میاشتے حوالات ورته شمار کړے شی۔ نن سبا ورته جی هغه نه شمار کوئی نو دا د دوئی خبره ټهیک ده جی زه د دوئی تائید کوم چې دا ورته Count کیږی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب۔۔۔۔۔

جناب سکندر حیات خان: جی، جناب سپیکر صاحب، زه هم دے دغه ته۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب سکندر شیر پاؤ صاحب۔

جناب سکندر حیات خان: ځکه چې دا ډیر زیات زیاتے دے چې نورو صوبو کښې دا Remissionملاویږی او زمونږه دے صوبے کښې نه ملاویږی۔ یو طرفته زمونږه Legal system او Justice system هم داسې دے چې Casesهم چې اخلی جی نو هغه کم از کم یو نیم کال لګی Casesفیصله کیدو کښې، Trialکښې او دغه کښې، بلکه دے نه هم زیات عرصه، داسې Casesشته چې شپږ شپږ کاله او اووه اووه کاله ټرائل کښې لګیدلے دی جی۔ نو دغه ټول دوران هغه ملزم چې حوالات کښې قید هم وی او دغه وی او روستو هغوی ته دا Benefitنه ملاویږی نو دا ډیر زیات زیاتے دے۔ او د دې مونږه هم حمایت کوو چې په دې باندې د غور اوکړے شی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب ملک ظفر اعظم۔جی مولانا مجاہد حسین صاحب۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: زه په دې سلسله کښې دا عرض کومه چې دا دومره عدالتی یا دفتری ظلم کیږی، زما په نوښار کښې په یو مقدمه کښې یو سپین ګیرے سړے د دوه کالو نه په ایډیشنل حوالات کښې پروت دے، نه ئے مقدمه راوځی، نه ئے تاریخ راوځی، نه څه کیږی۔ د دې هم څه کم از کم تدارک پکار دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھیک ده جی۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: دوه کاله اوشو چې هغه په ایډیشنل حوالات کښې پروت دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ملک ظفر اعظم صاحب،وزیر قانون۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر صاحب! محترمہ نے جوSection quoteکی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سکشن نمبر382۔

وزیر قانون: (b) 382 اس کے تحت ملزم جب قید میں ہوتا ہے تو دوران مقدمہ اس مدت کو شمار کرکے، مثال کے طور پر اگر کسی کے چھ مہینے جیل میں مقدمہ کے دوران گزرے ہیں تو۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں انڈر ٹرائل رہا ہو۔

وزیر قانون: انڈر ٹرائل رہا ہو اور اس کو تین سال قید کی سزا ملی تو وہ چھ مہینے کاٹ کر اس کو ڈھائی سال کی سزا بھگتنی پڑتی ہے لیکن جب وہ زیر حراست ہوتے ہیں تو وہ لوگ Claim کرتے ہیں کہ جیسے وہ پولیس کے زیر حراست ہوتے ہیں تو اس پر ہائی کورٹ کا اپنا ایک فیصلہ آچکا ہے اس لئے کوئی بھی ہائی کورٹ سے بالاتر نہیں ہے، چاہیئے وہ جیل کا آئی جی ہو یا کوئی بھی ہو، وہ یہ رعایت نہیں دے سکتے بلکہ یہ رعایت ہائی کورٹ نے ختم کی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اور بھی Remissions ملتی ہیں جیسے سی ایم صاحب جیل جا کر ان کو دو مہینے کی اچھی کارکردگی پر Remission دیتے ہیں یا آئی جی جاتے ہیں، کوئی اتھارٹی ان کے پاس جا کر Remissions دیتی ہے لیکن یہاں پر بات ہے عدالت کی، ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ دیا ہوا ہے تو اس کی بابت یہ وہی Count کرتے ہیں اور وہ ملزم ان کو درخواست دیتے ہیں اور ملزم کی درخواست پر وہ Count کرتے ہیں اور count کرنے کے بعد ان کی سزا متعین ہوتی ہے۔

محترمہ فرح عاقل شاہ: جناب! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ باقی صوبوں میں کیوں مل رہی ہے اور یہاں پر کیوں نہیں مل رہی ہے۔ کیا یہ الگ ہے کہ یہاں پر۔۔۔۔۔

وزیر قانون: اس صوبے کے ہائی کورٹ کا اپنا فیصلہ میرے میں یہی ہے یہ وہاں کے ہائی کورٹ کا فیصلہ ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خالد وقار خان۔

جناب خالد وقار ایڈوکیٹ: سر! زه دا وائیمه Criminal Procedure code ټول ملک د پاره دے او هغه کښې یو دفعه Clear cut دے څیز د پاره ورکړے شوې ده چې کوم سړے حوالات تیر کړی نو هغه ته به سزا کښې هغه حوالات شمار کیږی او دا فائده به هغه ته ورکړے کیږی۔ نو آیا زه منسټر صاحب نه دا سوال کوم چې هائی کورټ مجاز دے چې دے Criminal procedure code هغه چې خپل طرفه یکسر ختم کړی؟ دا خوئے ختمه کړه۔

وزیر قانون: یہ تو آپ کو پھر عدالت سے پوچھنا پڑے گا نمبر 1 کہ وہ عدالت کونسی سزا کی Competent ہے۔ سول پروسیجر کوڈ یہ یہاں کی تو بات نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کسی نے یہاں پر اگر اس کو چیلنج کیا ہو تو عدالت نے اس پر فیصلہ دیا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ پنجاب میں چیلنج نہ کیا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب خلیل عباس خان: سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: خلیل عباس صاحب!

جناب خلیل عباس خان: جی زما خیال دے جی دا د یو ډیر اهم نوعیت مسئله ده جی او دلته زمونږه هاؤس کښې په دې باندې Contradiction دے څنگه چې خالد وقار صاحب سپریم کوټ فیصله Quote کوی لګیا دے او زمونږ لا منسټر صاحب د هائی کورټ فیصله Quote کوی لګیا دے جی۔ نو زما خو دے باره کښې دا رائے ده چې دا د کمیټئی ته حواله شی چې هغه دے کښې تحقیقات اوکړی، هائی کورټ زمونږه د صوبائی اسمبلئی کمیټی او هغوې د دا شې هائی کورټ سره Take up کړی ځکه دا خو جی ډیر یو-----

وزیر قانون: یہ کیا چیز کمیٹی کے حوالہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان سے پوچھیں کہ یہ کیا کمیٹی کے حوالہ کرنا چاہتے ہیں؟

جناب خلیل عباس خان: دا جی یو شې دے هاؤس ته راغلو جی، دا خو د دې هاؤس پراپرټی ده او په دې باندې مونږ خپل رائے ورکولے شو جی او په نورو صوبو کښې که صوبه پنجاب دے، که سندھ دے، هغه د پاکستان صوبے دی جی۔ هلته چې یو قانون دے، هغه Quote کیدے شی نو دا مسئله د صوبائی اسملئی د کمیټئی په ذریعه هائی کورټ سره Take up شی چې دے کښې څه فیصله اوشی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب مظہر علی قاسم صاحب!

سید مظہر علی قاسم: جناب سپیکر! اگر ہائی کورٹ نے اس پر کوئی Decision دی ہے تو ہمارے ایڈوکیٹ جنرل نے گورنمنٹ کی Plea وہاں پر پیش کی ہوگی۔ یہاں جب ہاؤس کے اندر یہ معاملہ آیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو Representations ہیں اس صوبے کے وہ یہ چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ کی یہ

Pleaہر گز نہ ہو کہ جو ایکUnder Trial Prisonerہے،اس کو کوئیRemissionنہ ملے یا اس کی سزا کے اندر سے یہ چیز نکالی نہ جائے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس چیز کو باقائدہ، جس طرح خلیل عباس صاحب نے کہا گورنمنٹTake upکرے۔ہائی کورٹ نے اگر یہ کیا ہے تو یہ سپریم کورٹ میں جائیں اور وہاں پر یہ اپنیPleaبتائیں کہWe don't want thisہم چاہتے ہیں کہ قیدیوں کو جوUnder trial ہیں، وہ جو جیل کے اندر عرصہ گزارتے ہیں انہیں اس کے اندر سے Vacateکیا جائے اور ان کی Convictionکے اندر سے اس کوMinusکیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب مرید کاظم صاحب! اس پر میرے خیال میںDiscussion تو۔۔۔۔

سید مرید کاظم شاہ: جناب سپیکر! یہ تو ایک اہم مسئلہ ہے۔ سر! یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔اگر ہائی کورٹ نے کسی وجہ سے یا گورنمنٹ کی اپنی مرضی سے ایک فیصلہ دے دیا ہے۔تو ہمارے پاس یہ اختیار ہے کہ ہم اس کے لئے قانون سازی کریں اور اس کو باقی صوبوں کے برابر لے آئیں تاکہ یہ رعایت جو باقی صوبوں میں ہے یہ ہمیں بھی ملنی چاہیئے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، قانون سازی تو اس پر واضح ہے، قانون تو یہاں واضح ہے۔

سید مرید کاظم شاہ: اگر قانون سازی واضح ہے تو ہمارے بھائی تو کہتے ہیں کہ سپریم کورٹ اتھارٹی بھی ہے اسمبلی کے قانون توڑنے کی تاہم اس کو تبدیل نہیں کر سکتی۔جب سپریم کورٹ کو یہ نہیں مان رہے ہیں کہ LFOپر کیونکہ اس نے اجازت دی ہے اور یہ نہیں مان رہے تو اس کو یہ کیوں مان رہے ہیں جی؟ہائی کورٹ کو کس Baseپر مان رہے ہیں؟ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں حکومت سے جی۔۔۔(قہقہے)۔۔۔اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری اسمبلی سپریم ہے تو پھر ان کو اس پر عمل درآمد کرنا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ رفعت سواتی صاحبہ۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: اس میں تھوڑا سا میں یہAddکرنا چاہتی ہوں کہ ہماری اسمبلی میں صوبہ سرحد کے ایڈوکیٹ جنرل کا بھی ایک رول ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: اور میں نہیں سمجھ پا رہی ہوں کہ جہاں پر کچھ متضاد خیالات آجائیں قوانین پر، Rulings پر، کسی فیصلے پر یا کسی Verdict پر تو میرے خیال میں اس میں ان کی Assistance کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں مانتی ہوں کہ بہت لائق، قابل فاضل مسٹر عبدالاکبر خان صاحب اس میں Help بہت زیادہ کرتے ہیں لیکن پھر بھی ہمیں اس میں کسی شخص کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کا نام ہے ایڈوکیٹ جنرل۔ تو میری درخواست ہے کہ ایسی Situation میں پلیز آپ ان سے ریکویسٹ ہی کر سکتے ہیں کہ He should be also attending the session with us as per rules.

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میرے خیال میں دونوں طرف سے ویسے ہی اس پر Lengthy discussion ہوئی ہے۔ آنریبل ممبر نے جو Call attention motion move کی ہے اس میں انہوں نے کہا کہ جیل والے اس سزا کو حساب نہیں کرتے جو Under trial وہ گزار چکا ہوتا ہے۔ منسٹر صاحب نے بھی صحیح بات کی ہے کیونکہ جیل کے سپرٹینڈنٹ کے پاس تو یہ پاورز ہیں ہی نہیں۔ C r PC کے تحت کورٹ کے پاس پاورز ہیں تو منسٹر صاحب نے بھی صحیح بات کی کہ وہ کورٹ میں Application move کر لیں۔ کورٹ اس کی Under trial punishment کو Consider کر کے اس کو کم کر دے گی اور جیل والوں کے پاس Potential بھی۔۔۔۔۔

Mrs. Riffat Akbar Swati: Sir, we are in the Assembly to legislate.
اگر ہم Legislate نہیں کریں گے تو کورٹس کو کیسے Define کرنے کے لئے دیں۔

جناب عبدالاکبر خان: سر! اس پر Already legislation تو ہے۔ نہیں جناب سپیکر، Cr PC میں جیل سپرٹینڈنٹ کا کام تو نہیں ہے۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: تو پھر اس کو Fallow کیوں نہیں کیا جا رہا؟

جناب عبدالاکبر خان: CrPC تو کورٹ کا کام ہے۔

Mrs. Raffit Akbar Swati: Then it should be followed in litter & spirit.

جناب خلیل عباس خان: سپیکر صاحب! که اجازت وی جی۔ دا یو خاص کیس د پاره خبره نه ده، دا جنرل خبره ده جی۔ خبره دا ده جی چې هر یو کس خو د دې د پاره کورټ ته نه ځی دا خو د یو خاص فرد د پاره دا خبره نه کیږی، دا جنرل د صوبے د پاره خبره کیږی جی، نو دا خو د ګورنمنټ سره یا هائی کورټ سره د ګورنمنټ

په لیول دا شے Take up کول پکار دی چې دیکښې څه کورټ خپله فیصله اوکړی جی۔ دا خو د ټول صوبه سرحد د عوامو د پاره خبره کیږی، واحد د یو کس د پاره دا خبره نه ده جی چې هغه دے لاړ شی او کورټ کښې دا خبره اوکړی جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دا زه د Pr PC رول نمبر 382 Quote کومه۔

"Where a court decide to pass a sentence of imprisonment on an accused for on offence it shall taken in to consideration the period, if any during which such accused was detained in custody for such offence of the court".

تو یہ تو عدالت کے اختیار میں ہے۔ اس میں یہ ہوا ہے میرے خیال میں کہ پشاور ہائی کورٹ کی طرف سے دو Decisions اس پر آئے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ایبٹ آباد سے کوئی فیصلہ آیا ہے تو لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اس کو Thoroughly study کر لیں۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ صوبائی شہری ترقیاتی بورڈ (تحلیلی) (ترمیمی) آرڈیننس مجریہ 2003 کی نامنظوری کے لئے قرارداد کا پیش کیا جانا

Mr. Deputy Speaker: Item No. 8. Disapproval of resolution from Mr. Abdul Akbar Khan, MPA, regarding N W F P urban development Board (Dissolution) (Amendment) Ordinance, 2003, under rule 111.

جناب عبدالاکبر خان صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

Mr. Abdul Akbar Khan: Mr. Speaker Sir, I beg to move that this Assembly disapprove ordinance No. X1 of 2003, promulgated on 20th September, 2003. Am I allowed to say something, sir?

Mr. Deputy Speaker: Yes.

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! واقعی آپ یہ اسمبلی ساری Legislation، Ordinance کے ذریعے کرا رہی ہے اور خود میرے خیال میں زیادہ سے زیادہ دو تین بل کر دیئے ہوں گے اور میں بتا دوں کہ جب Next time آئے گا تو میں اس پر تفصیل سے بات کروں گا۔ یہ بڑی خطرناک روایات ہیں کہ ایک اسمبلی کی موجودگی میں آپ اتنے Ordinance نکل رہے ہیں۔ گورنر ہاؤس Almost ordinance factory بن گئی ہے۔ جناب سپیکر! اب جو یہ Amendment لا رہے ہیں تو میرے دو Technical

objections ہیں، ایک تو Constitutional اور Legal objection ہے اور ایک اس کا میرٹ پر ہے۔اب جس Section میں یہ Amendment لا رہے ہیں۔اس کے ساتھ Extract لگا ہوا ہے۔ آپ آخر میں دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جی۔

Mr. Abdul Akbar Khan: Extract of section 3 of the N W F P Provincial Urban Development Board (Dissolution) Ordinance, 2002 (N W F P ordinance No. XV1 if 2002). Sec: 3. "Dissolution and Repeal on the appointed day the Board shall stand dissolved, and as corollary thereof, the ordinance shall stand repealed". Mr. Speaker sir, when the ordinance is repealed, how you can bring amendment in that when it is no move there, and it is dead. When it is not operative, when it ceased to be then.

تو آپ اس Section میں Amendment کیسے لا رہے ہیں۔ جب کہ وہ Ordinance already ختم ہو چکا ہے۔ تو آپ اس ختم شدہ Ordinance میں اس مردہ Ordinance میں جس میں زندگی کی رمز نہیں ہے۔اس کی Section 3 میں آپ Amendment کیسے لا سکتے ہیں؟ میری چیئر سے گزارش ہے کہ اس پر رولنگ دیں کہ کیا Repeal ordinance میں Amendment لائی جا سکتی ہے یا نہیں؟ نمبر 1 نمبر 2 جناب سپیکر، میری ذاتی رائے ہے کہ آپ ذرا ایجنڈے کو دیکھیں کہ میرے والا آئٹم نمبر 8 پر رکھا ہوا ہے اور نمبر 9 میں لکھا ہے جناب وزیر اعلیٰ صاحب شمال مغربی سرحدی صوبہ پراونشل اربن ڈیویلپمنٹ بورڈ سے متعلق (تحلیلی) (ترمیمی) آرڈیننس 2003 کو ایوان میں پیش کریں گے۔ Its means جو ہے وہ فیل ہو چکا ہے۔ یہ پہلے سے Presume کیا گیا ہے کہ میں نے جو Resolution دیا ہے میرا وہ ریزولیوشن فیل ہو چکی ہے، اس لئے Under the constitution کا disapproval وزیر اعلیٰ صاحب کو Next item میں اسی آرڈیننس کو Table پر Laid کرنے کے لئے ایجنڈے میں شامل کیا گیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ پہلے میرے ریزولیوشن کو لایا جاتا اس پر بحث ہوئی، ٹھیک ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اپوزیشن میں ہیں، ہماری تعداد کم ہے لیکن ہمارے پوائنٹس Valid ہیں۔ حکومت بھی اس کو مان لیتی، چیئر بھی اس کو مان لیتی تو اس کو کل بھی لایا جا سکتا تھا لیکن آج اس کو نمبر 9 میں رکھ کر یہ Presume کیا گیا ہے کہ میری ریزولیوشن فیل ہو گئی۔ جناب سپیکر! میرا تو فرسٹ پوائنٹ یہ ہے کہ جب تک چیئر کی طرف

یہ رولنگ نہیں آئے گی کہ کیا یہ رولنگ نہیں آئے گی کہ کیاRepeal ordinanceمیں یا Repeal lawمیںAmendmentہوسکتی ہے یا نہیں؟تب میں آگے بڑھوں گا۔میرٹ پر بات کرنے کے لئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ملک ظفراعظم صاحب وزیر قانون۔

ملک ظفراعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر صاحب! میں سب سے پہلے یہ ریکویسٹ کروں گا کہ وہ کون سے Constitution کا حوالہ دے رہے ہیں اور کون سے Rule of Business کا، کون سے آرڈیننس کے Through وہ Suggest کرتے ہیں کہ Repeal ordinance میں وہ Amendment نہیں لا سکتے۔ تھوڑا وہQuoteتو کریں۔وہ بتائیں کہ ایسےRepealتوہزاروں ہوچکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میرا تو خیال تھا کہ عالم اور قابل لاء منسٹر صاحب میری بات سے Agree کرلیں گے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم نے یہ پوائنٹ اس لئے Raise کیا ہے کہ خواہ مخواہ ایک Embarrassment positionپیدا کریں۔ہم چاہتے ہیں کہ اگر گورنمنٹ Legislation کرنی چاہے تو صحیح طریقے سے بھیLegislationکرسکتی ہے۔آپ خو کہتے ہیں کہ آپAmendmentلا رہے ہیں۔۔۔۔۔

وزیر قانون: سر! پہلے اس کا جواب ہونا چاہیئے کہ وہ کون سے اور کس۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بتا رہے ہیں۔

جناب عبدالاکبر خان: ہاں نا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کو وضاحت کرنے دیں۔

جناب عبدالاکبر خان: جی، میں کہہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عبدالاکبر خان صاحب، Section quoteکرلیں، یہ بتا رہے ہیں۔

جناب عبدالاکبر خان: ہاں، ایک منٹ جی۔یہ کہتے ہیں۔ Amendment of the section 3 of the N.W.F.P ordinance No. XVI of 2002ٹھیک ہے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب عبدالاکبر خان: یہ XVI 2002 میں 3 Section میں Amendment لانا چاہتے ہیں۔ جو Extract آپ نے لگایا ہے۔ یہ کون سا ہے سر؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کون سا ہے جی؟

جناب عبدالاکبر خان: یہ جو لگایا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا۔

Mr. Abdul Akbar Khan: Extract of section 3 of the N.W.F.P Provincial urban Development Board (Dissolution) Ordinance, 2002 (N.W.F.P Ordinance No. XVI of 2002).

کی 3 Section میں یہ Amendment لانا چاہتے ہیں۔ یہ ادھر صاف لکھا ہے سر۔

The North West Frontier Province urban Development Board (Dissolution) ordinance, 2002, (Ordinance No. XVI of 2002).

اسی آرڈیننس میں یہ Amendment سیکشن۔ 3 میں لانا چاہتے ہیں اور اسی آرڈیننس کے متعلق یہ خود کہتے ہیں یہ جو Extract ساتھ لگایا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں۔

Mr. Abdul Akbar Khan: "Dissolution and Repeal on the appointed day the Board shall start dissolved, and as a corollary thereof, the ordinance shall stand repealed".

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: یہ تو Repeal کر دیا۔ XVI کو تو Repeal کر دیا 2002 میں تو Repeal جب کر دیا تو آپ Repeal کی تو یہ تو آپ نہیں۔ ہیں رہے لا میں Section 3 اسی تو Amendment 3 Section میں Amendment لا رہے ہیں۔

وزیر قانون: یہ جو Extract میں دیکھتے ہیں کہ "Dissolution and Repeal on the appointed day the Board shall start dissolved" اس کی جو Appointed ہو گی اس سے Stand dissolve ہو گی جی۔

جناب عبدالاکبر خان: آگے جائیں۔

وزیر قانون: آگے جائیں۔ آگے And as a corollary thereof, the ordinance shall stand repealed اس کو Repeal کیا گیا۔ ابھی Repeal میں، میں ان سے یہی بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سے سکیشن اور کون سے آئین اور کون سے Rule of Business کے تحت آپ یہ قدغن لگا رہے ہیں کہ اس میں Amendment نہیں آسکتی؟

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! آپ سمجھے، انگریزی کے Repeal کا جو میں معنی سمجھتا ہوں، Repeal کا مطلب ہوتا ہے "ختم" Repeal کا مطلب ہوتا ہے "Dead" legal terminology میں Repeal کا مطلب ہوتا ہے Cease to, haven't affect اب جب ایک لاء مر چکا ہے، ایک لاء میں زندگی نہیں ہے، ایک لاء Operative نہیں ہے، ایک لاء ہے نہیں میدان میں تو اس میں آپ Amendment کیسے لا سکتے ہیں؟ ایک مردہ قانون میں آپ Amendment کیسے کر سکتے ہیں؟ یا تو پہلے اس کو زندہ کریں، اس کو Revival کے لئے لائیں تاکہ وہ زندہ ہو جائے اور جب وہ زندہ ہو جائے تو پھر آپ اس میں Amendment لائیں۔ جب وہ مردہ ہے تو آپ Amendment کیسے لاتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ جناب ملک ظفر اعظم صاحب، وزیر قانون۔

وزیر قانون: اس کا مطلب تو یہ ہے کہ یہ آرڈیننس بذات خود Repeal ہو چکا ہے، ختم ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب تو یہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب یہی ہے۔

وزیر قانون: تو جب یہ ختم ہوا تو ختم ہونے میں جو نقائص تھے۔ جو Rule تھے، اس میں اب تک جو اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے تو یہ کون سے قانون کے تحت ہو رہا ہے؟

جناب عبدالاکبر خان: وہ تو آپ کا کام ہے۔ میرا کام تو اس سے ہے جی۔ وہ تو حکومت نے، اگر آپ مردہ قانون پر کام کر رہے ہیں تو یہ تو آپ ایک اور غلطی کر رہے ہیں کہ قانون مردہ ہے۔ ختم ہے اور آپ اس پر عمل درآمد کر رہے ہیں تو پھر تو آپ ایک اور غلطی کر رہے ہیں۔ میرا کام تو اس کے ساتھ ہے جناب سپیکر۔

وزیر قانون: جب وہ چل رہا ہے، اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے تو میں یہی کہہ رہا ہوں کہ آپ Repeal کو جو آپ Dead تصور کرتے ہیں، اس کو ختم تصور کرتے ہیں۔ اور اس کو دیکھیں کہ اس پر عمل درآمد جو ابھی تک ہو رہا ہے تو وہ کس پر ہو رہا ہے جی۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! جب آپ خود کہتے ہیں کہ Repeal ہے، تو پھر ختم ہو گیا۔ عمل درآمد کیسے کرتے ہیں جی؟

وزیر قانون: تو Repeal پر، جب ہمارے ایک، دیکھیں جی اگر Repeal, Dead ختم ہو چکا ہے تو پھر کس سیکشن کے تحت اس پر کام ہو رہا تھا اب تک؟

جناب عبدالاکبر خان: یہ تو آپ کا کام ہے جی۔ میرا تو نہیں ہے نا۔

(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: شاد محمد خان به جی دا فیصله اوکړی جی۔ محترم جناب شاد محمد خان صاحب۔

جناب شاد محمد خان: جناب سپیکر صاحب! نن ډیر خوند کوی چې په دا چیئر چې ناست یئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: (قہقہہ) بنه جی۔

جناب شاد محمد خان: خو دا ده چې ډیر خشک بحث دوه گهنټونه اوشو۔ د دواړه ممبرانو مغزه را ډډ شو۔ د چائیو وقفه نن پندره منټ مخکښې اوکړئ، دا به ټهیک شی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ټهیک ده جی۔

The sitting is adjourned for tea break.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی چائے کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفے کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

جناب مشتاق احمد غنی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ مسئلہ ابھی زیر غور ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: یہ Pending مسئلہ ہے،اس کو ختم کریں،اس کے بعد یہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بعد کر لیں گے جی۔ بنه جی۔ او هغه ستاسو هغه مسئله پاتے ده۔ ستاسو هغه مسئله ده۔

جناب عبدالاکبر خان: جی جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،جناب عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! تھینک یو جی۔جناب سپیکر! څنګه چې ما وختې عرض اوکړو۔ زما په نظر کښې دا Section 3 چې کوم دے ، دا Repeal کوی هغه Ordinance او که تاسو چرے جی Main دغه ته لاړ شئ، هم دغه 2002 دے آرډیننس ته جی نو هغے کښې لیکی جی "Consequent upon repeal of the ordinance, the District Government of the District concerned".

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سیکشن آپ بتادیں۔

جناب عبدالاکبر خان: یہ Section 4 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکشن 4 یہ۔

جناب عبدالاکبر خان: یہ اس Repeal ordinance کا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا وہ دوسرے کا ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: ہاں 2002 والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اور یجنل ہے آپ کے پاس۔

جناب عبدالاکبر خان: ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا۔

Mr. Abdul Akbar Khan: "Consequent upon repeal of the ordinance, the District Government of the District concerned shall be responsible to deal with the subject matters of the Board so dissolved in accordance with the provision contained in sections 1 and 2 of the North West Frontier Province, Local Government Ordinance, 2001".

جناب سپیکر! بورڈ کے Dissolution کے بعد سارے Assets چلے گئے لوکل گورنمنٹ کو، How the Provincial Government can bring an amendment, when that is part and parcel of the District Government now? اور اس میں سیکشن 182 لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس کے تحت سارے Assets ادھر چلے گئے۔ تو ان Assets کے متعلق فیصلہ پراونشل گورنمنٹ کیسے کر سکتی ہے کہ وہ Already ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس چلے گئے ہیں؟ جناب سپیکر! دوسرا دیکھیں۔ Provided that the Assets and liability of the Peshawar Development Authority, a local any authority created under section XV of the Repealed Ordinance shall stand transferred to the assets and liability of the Department created under sub-section (3) of section 54 of the North West Frontier Province, Local Government Ordinance" جناب سپیکر! یہ سارے ادھر چلے گئے ہیں۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں چلے گئے۔ اب پراونشل کا جو 6 شیڈول ہے، اس کے تحت پراونشل گورنمنٹ کے پاس یا پراونشل اسمبلی کے پاس یہ پاور نہیں ہیں کہ وہ چیزیں جو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں ہیں ان کے متعلق یہاں پر Amendment کر سکیں۔ ایک، دوسرا میرا پوائنٹ یہ ہے کہ یہ Repealed ہے اور Repealed میں یہ Amendment نہیں لا سکتے۔ آپ کی رولنگ کا انتظار ہے جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ملک ظفر اعظم صاحب، وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب سپیکر صاحب! بہت ساری گورنمنٹ کی پراپرٹی ایسی ہو گی جو لوکل گورنمنٹ کو منتقل نہیں ہوئی ہو گی۔ پراونشل گورنمنٹ کے متعلق یا Repeal کے متعلق میرے خیال میں عبدالاکبر خان صاحب جو فرما رہے ہیں، میں ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ Repeal جو ہے، وہ 1978 پراونشل اربن پلاننگ آرڈیننس ہے جی وہ تو Repeal ہو چکا ہے۔ وہ جو Repealing ہوا ہے اس کی Section 3 اس پر جو Repeal ہوا ہے By NWFP Urban Development Board (Dissolution) Ordinance, 2002 اس کی Repealing میں ہم Amendment لانا چاہتے ہیں جو کہ Dead نہیں ہے اور اس کے متعلق میں نے پہلے بھی کہا اور ان کی سابقہ جو بات تھی کہ Repeal اس کو کون کر سکتا ہے۔ Repealing ordinance میں تو میں کہتا ہوں کہ General Clauses Act میں دیکھ لیں

کہ جو کوئی قانون بنا سکتا ہے وہ اس میں ترمیم بھی کر سکتا ہے بلکہ Repeal جو ہو چکا ہے وہ ہے 1978 والا اور 1976 والے میں ہم چاہتے نہیں ہیں کیونکہ وہ Dead ہو چکا ہے۔ وہ ان کے قول کے مطابق ختم ہو چکا ہے۔ اس کی Replace جو 2002 میں ہوئی ہے اس کی Section 3 میں ہم تھوڑی سی Amendment لانا چاہتے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ عبدالاکبر خان صاحب سمجھ چکے ہوں گے اس بات کو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حکومت کا موقف یہ ہے کہ جو آرڈیننس ہے 1978 کا وہ تو Repeal ہو چکا ہے اور By replaced کا آرڈیننس جو ہے اس پر Replace ہوا ہے۔ تو یہ 2002 میں-----

جناب عبدالاکبر خان: یہ وہ والا Replace ordinance نہیں ہے سر۔ جناب سپیکر! 2002 والا صرف Repeal ordinance ہے۔ یہ Repeal ordinance ہے کہ مطلب یہ ہے کہ وہ Repeal کرتا ہے 1978 کو اس کا اور کوئی کام نہیں ہے۔ This is only for repealing the 1978 Local urban جو اربن ڈیویلپمنٹ آرڈیننس ہے۔ ایک میرے دو پوائنٹس ہیں جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھ گیا ہوں۔

جناب عبدالاکبر خان: ایک۔ جو اس کی Section-2 ہے، جس طرح میں نے کہا جناب سپیکر، کہ ان کے جو سارے، ان کی جو پراپرٹی ہے، اس کے متعلق یہ Amendment لا رہے ہیں۔ اب وہ ساری پراپرٹیز ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ٹرانسفر ہو چکی ہیں۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی Section 182 کے تحت وہ پراپرٹیز جو جو اس وقت تھیں اس آرڈیننس بورڈ کے ساتھ جس میں-----

وزیر قانون: سر! یہ عدالت کا کام ہے، اس کی تشریح عدالت کا کام ہے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عبدلاکبر خان۔ عبدلاکبر خان۔

جناب عبدالاکبر خان: مجھے بولنے دیں۔ میرا مقصد جناب سپیکر، یہ ہے کہ یہ جو Replaced ordinance ہے، اس میں بھی یہ ذکر کیا گیا ہے کہ بورڈ کے Dissolution کے بعد یہ پراپرٹی لوکل گورنمنٹ کے پاس ٹرانسفر ہو گئی ہے۔ اب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت اس کا جو طریقہ کار ہے، Amendment کا تو آپ ایک ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی پراپرٹی کو پراونشل اسمبلی میں کیوں لا رہے ہیں؟

ایک ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا جو حق ہے۔ جو آرڈیننس کے تحت اس کا حق بنتا ہے، جو آپ نے خود اس کو دیا ہے 2002 کے آرڈیننس میں، جو آپ نے اس کو خود حق دیا ہے۔ کہ یہ ساری پراپرٹیز ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ٹرانسفر ہو چکی ہیں، اب جب وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ٹرانسفر ہو چکی ہیں تو اس کے مطابق اسی کا جو طریقہ کار ہے اس پہ عمل درآمد ہوگا۔ اب کیسے پراونشل اسمبلی ایک دوسرے مجاز ادارے کے اس میں ترمیم کر سکتی ہے؟ اس میں ایڈیشن کر سکتی ہے۔ اس میں Deletion کر سکتی ہے؟ جناب سپیکر! میں کہتا ہوں آپ اس پر رولنگ دے دیں مجھے تاکہ میں میں دوسرے جو Merits ہیں اس پر بات کر سکوں۔

جناب امیر زادہ: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، امیر زادہ خان۔

جناب امیر زادہ: جناب! میں وکیل تو نہیں ہوں لیکن جو Technical litigator میں ایوان کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ میری سمجھ میں جو بات آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایک Repealing ordinance ہے۔ جو 1978 کے Ordinance کو Repeal کرتا ہے۔ میرے خیال میں جو اتھارٹی کسی Ordinance کو Repeal کر سکتی ہے۔ وہ Repealing ordinance میں Amendment بھی لا سکتی ہے۔ تو اس میں کوئی قدغن نہیں ہونی چاہیئے۔ جو Repealing ordinance ہے حکومت اس میں Amendment لانا چاہتی ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: وہ لائیں جی۔ میں تو کہتا ہوں کہ وہ Repeal ordinance کو ختم کریں، اس کو Revive کریں میں یہی چاہتا ہوں۔

جناب امیر زادہ: نہیں سر یہ Repealing ordinance میں Amendment ہے۔ تو جو Repealing ordinance repeal کرتا ہے جی۔۔۔۔۔

Mrs. Riffat Akbar Swati: Sir, excuse me, I would like to clear here. Repealing ordinance.

جیسے یہ کہتے ہیں کہ اس میں ترمیم ہے۔ سر! اس میں لیگل پوائنٹ یہ ہے کہ ایک دفعہ آرڈیننس کو آپ Repeal کرتے ہیں آپ اس کو Revive کریں۔ بڑا Simple ہے اور اس کے بعد اس میں Amendments لے آئیں۔ As simple as that۔

جناب امیر زادہ: سر! یہ ضروری تو نہیں ہے کتنے۔۔۔۔۔

وزیر قانون: سر! Revive کا کیا مطلب ہے؟

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): سر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترم شہزادہ گستاسپ خان صاحب، لیڈر آف دی اپوزیشن۔

قائد حزب اختلاف: اس پہ سر! عبدالاکبر خان نے جو نکتہ اٹھایا ہے۔ اپنی جگہ ان کی جو Assessment ہے وہ اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ اب یہ ڈیوٹی ہے گورنمنٹ کی کہ گورنمنٹ اسے Explain کرلے صحیح طریقے سے۔ اپوزیشن کبھی بھی کوئی ایسا سٹینڈ نہیں لے گی جو قانون کے خلاف ہوگا۔ لیکن جو لوگ قانون اسمبلی لاتے ہیں اگر وہ خود ہی اسے نہ سمجھیں اور Explain نہ کر سکیں تو یہ پھر اپوزیشن کا قصور نہیں ہے۔ یہ بات بڑی واضح ہے جو عبدالاکبر خان لائے ہیں اور انہوں نے وضاحت کی ہے، انہوں نے ہمارے دوسرے معزز ممبر سے اتفاق کیا ہے کہ ہم بس یہی چاہتے ہیں کہ وہ اس طرح سے اس چیز کو لائیں۔ تو لاء منسٹر صاحب اس بات کو Explain کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم ظفر اعظم صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر صاحب! میں لیڈر آف دی اپوزیشن اور اپنے بہت ہی معزز ساتھی سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے بڑے سادہ الفاظ میں اس کی تشریح کی ہے کہ 1978 کا جو اربن ڈیویلپمنٹ بورڈ کا آرڈیننس تھا، وہ Repeal ہو چکا ہے 2002 By اس کی جو Section-3 ہے اس میں ہم Amendment لانا چاہتے ہیں کیونکہ Repealing کا حق ہمارے پاس ہے اس سے پہلے کہ میں آپ کو یہ بتاؤں یہ قانون لاء ڈیپارٹمنٹ Cabinet کے پاس بھیجتی ہے یہ Cabinet میں Discuss ہوتا ہے۔ Discuss ہونے کے بعد اس کو پھر وہاں بھیجتے ہیں۔ جب ہم نے سیکشن 3 میں محسوس کیا کہ اس میں Amendment ہونی چاہئیے تو سیکشن 3 میں Amendment کے لئے ہم یہ لائے ہیں تو سر میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میں آپ سے ایک عرض کرتا ہوں جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب! Simple سی بات ہے یہاں جو یہ Amendment لائے ہیں آپ ذرا اس کو دیکھیں یہ جو Amendment لائے ہیں۔

(i) The existing section 3 shall be re-numbered as sub-section (I) of that section, The full-stop appearing at the end of sub-section (I), as so re-numbered, shall be replaced by a colon and thereafter the following proviso shall be inserted, namely:

یہ دیکھیں جی۔

"Provided that where the Board had, before the appointed day, acquired any land but the acquisition proceedings could not be completed the date the Board stood dissolved, government shall be at liberty to.

مطلب یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ جو زمین بورڈ نے Acquire کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں۔

جناب عبدالاکبر خان: ٹھیک ہے۔ اسی میں یہ Amendment لا رہے ہیں نا جی، تو اسی Section 2 کے تحت تو وہ Land تو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس چلی گئی۔ اب اس میں یہ کیسے Amendment لا سکتے ہیں؟ یہ خود کہتے ہیں کہ Section 2 کے تحت ساری Assets and liability ٹرانسفر ہو گئی ہیں، جو پراپرٹی ہے وہ ٹرانسفر ہو گئی ہے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو اب اس میں یہ کیسے Amendment لا سکتے ہیں؟ یہ تو ان میں مداخلت ہے۔

وزیر قانون: سر! میں عبدالاکبر خان صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ Definition یہ تشریح عدالت دے گی کہ کون سی زمین پراونشل گورنمنٹ کے پاس رہتی ہے اور۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: نہیں نہیں۔

وزیر قانون: نہیں سر، وہ بورڈ جو۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: آپ بورڈ کا ذکر کر رہے ہیں۔

وزیر قانون: قانون بنانا ہمارا کام ہے اور تشریح کرنا اس کا کام ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: نہیں غلط قانون بنانا ہمارا کام نہیں ہے تو ہم غلط قانون کیوں بنائیں؟

وزیر قانون: نہیں جی، دیکھیں جی یا تو آپ بات کریں کیونکہ Legislationہو رہی ہے۔ Legislation میں جذبات کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔۔۔(قہقہہ)۔۔۔میرا مطلب یہ ہے کہ یہ جو بات کر رہے ہیں تو یہ عدالت کا کام ہم سے کرانا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ عدالت کا کام ہے اور ہم اس میں یہ سوچ رہے ہیں ہماری سوچ یہ ہے کہ یہ جو پراپرٹی گورنمنٹ نے Acquire کی ہوئی ہے جو پراپرٹی گورنمنٹ نے لی ہوئی ہے، کس ٹائم پر لی ہوئی ہے اور کب لی ہوئی ہے اور ابھی اس کو واپس کرنا گورنمنٹ کے Use میں یہ نہیں آتی گورنمنٹ اسے استعمال نہیں کرتی یا اس پر ناجائز قبضے ہو چکے ہیں لوگوں نے بھی کیا ہے تو اس کو۔۔۔۔۔

جناب انور کمال: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، ایک منٹ انور کمال خان ان کو ذرا۔ جی۔

وزیر قانون: تو اس زمین کو واپس کرنا ناجائز قبضوں سے، پراونشل گورنمنٹ کو نقصان تو ہو رہا ہے اور اس پراپرٹی پر گورنمنٹ نے عوام نے یا کسی نے قبضہ تو کیا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، مقصد تو آپ کا نیک ہے صحیح ہے بالکل، درست ہے۔ آپ پبلک کے مفاد میں کر رہے ہیں۔ لیکن طریقہ کار جو ہے تو۔ جی انور کمال خان، محترم جناب انور کمال خان۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر! جیسے منسٹر لاء نے فرمایا ہے عبدالاکبر خان نے ایک بڑا Valid pointاٹھایا ہے، آپ اس قانون میں، اس Ordinance میں، اس ایکٹ میں ترمیم کر سکتے ہیں جو کہ Exist کر رہا ہو، جو Ordinance repealedہو چکا ہو، اس Repealing سے مراد یہ ہے کہ It does not existتو As long as it does not exist how can you bring about an amendment in the ordinance.......

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ان کا موقف یہ ہے کہ اوریجنل آرڈیننس جو 1978 کا ہے، Repealہو چکا ہے۔

جناب انور کمال خان: لیکن اور چیز کی میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تو ایک بڑا قانونی پوائنٹ ہے اور اس میں Problem بھی بن سکتی ہے۔ غلط Legislation کی طرف ہم جا رہے ہیں اور کل یہ عدالت میں جا کر چیلنج ہو جائے گا تو اس Legislation کا کیا فائدہ ہے؟ ہمارے بعض ممبران کہتے ہیں کہ اسمبلی کا وقت ضائع ہو رہا ہے، وقت ہم ضائع نہیں کر رہے ہیں۔ Basicallyہمارا کام Legislation کرنا ہے، چاہے

ہم اس پر دس دن کیوں نہ لگائیں لیکن ہم حکومت سے یہ استدعا کریں گے کہ غلط Legislation کو نہ ہم Support کر سکتے ہیں اور نہ اصولی طور پر شاید اس کے ساتھ کسی کا اختلاف ہو یا نہ ہو لیکن اگر آپ اس Amendment کو دیکھیں تو ہمیں پھر اس Amendment پر بھی اعتراض ہے اور وہ اعتراض یہ ہے کہ کسی وقت پراونشل گورنمنٹ نے ایک پراپرٹی خریدی ہوئی ہے اور اس Amendment کے تحت آپ وہ پراپرٹی آپ انہیں لوگوں کو واپس کرتے ہیں تو کیا آج آپ مارکیٹ ریٹ پر واپس کریں گے یا انہیں پیسوں پر واپس کریں گے جن پیسوں پر آپ نے خریدی ہوئی ہے۔ وہ آپ نے 10 ہزار روپے مرلہ خریدی ہوگی۔ آپ کہتے ہیں کہ جی ہمیں ضرورت نہیں ہے آج اگر دوبارہ آپ وہ زمین خریدیں گے تو ایک لاکھ روپے مرلہ میں بھی وہ زمین آپ کو نہیں ملے گی۔ اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں جناب والا، کہ اس میں وہ زمین سامنے آئیں گی جیسا کہ رنگ روڈ ادھورا رہ چکا ہے، آپ کا Phase 7 جو کہ ادھورا رہ چکا ہے آپ کی ریگی للمہ کی سکیم ادھوری رہ چکی ہے۔ تو اس ترمیم کے ساتھ آپ کیا وہ تمام زمین جو کہ ابھی فیڈرل گورنمنٹ نے Announce کی ہے اور آپ پراونشل گورنمنٹ کا بھی یہ خیال ہے کہ ہم افغانستان کے ساتھ ایک روڈ کو ملانا چاہتے ہیں تو آپ کو اس رنگ روڈ کو Extend کرنا ہوگا اور آپ اسے افغانستان تک یا طورخم تک لے کر جائیں گے تو آپ زمین کہاں سے خریدیں گے یہ جس قیمت پر آپ نے دس سال پہلے اونے پونے داموں جو زمین خریدی تھی آج دس سال کے بعد جب آپ دوبارہ اس کے لئے زمین خریدیں گے تو آپ کو دس گنا پیسے اور بھرنے ہونگے اس زمین کے لئے تو اس Amendment پر بھی ہمارا اعتراض ہے کہ جو زمین آپ کے پاس Already موجود ہے، تو آپ دوبارہ کیوں اس کو مالکان کو واپس کرتے ہیں؟ یہ جس مقصد کے لئے لی گئی ہے آپ اس مقصد کو ختم کر دیں گے اور باقی اس چیز کو جی آپ ایک لیگل کمیٹی کے حوالے کریں وہ Thrash out کرلے گی۔ اور اس میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے ورنہ غلط Legislation کا ایک طریقہ بن جائے گا اور۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> جی محترم ظفر اعظم صاحب۔

وزیر قانون: انور کمال صاحب، پھر وہی وضاحت کرنی پڑتی ہے کہ جو Ordinance repeal ہو چکا ہے، وہ 1978 کا ہے، وہ تو ختم ہے اس میں ہم نے کیا کام کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے۔ اس کے متعلق تو نہیں، جو Repealing section ہے، سیکشن 3 جس نے 1978 کو Repeal کیا ہوا ہے۔

جناب انور کمال خان: گورنمنٹ کس چیز میں لانا چاہتی ہے؟ وہ چیز ہمیں دکھادیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گورنمنٹ 2002 میں لانا چاہ رہی ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: وہ کیسے لا سکتے ہیں؟

جناب انور کمال خان: گورنمنٹ 2002 میں کیسے لاسکتی ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: اس میں ایک Repeal کا ذکر ہے اور ایک Board کا ذکر ہے یہ تو 1978 کا Original ہے یہ اس میں لارہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب انور کمال: آپ اس میں کیسے لا سکتے ہیں؟۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب انور کمال صاحب! آپ ان کو ذرا وضاحت کرنے دیں، ان کو۔

جناب انور کمال: آپ ایک Ordinance کی معیاد دیکھ لیں جی کہ آپ کے Ordinance کی کیا عمر ہوتی ہے؟

وزیر قانون: سر وہ تھا 1978 Urban Planning Ordinance وہ Repeal ہو چکا ہے By repealing N.W.F.P, 2002.

Mr. Deputy Speaker: 2002.

وزیر قانون: جی، Not repair, Repealed. I am sorry.

جناب ڈپٹی سپیکر: Substitute کریں۔

Minister for Law and Parliamentary Affairs: It was repealed by 2002.

اس نے 2002 کو Repeal کیا ہے۔ 1978 کو اور 1978 پر ہم بات نہیں کرنا چاہتے۔ ہم 2002 اور 2002 میں Section 3 میں Amendment کرنا چاہتے ہیں، باقی رہا ان کا دوسرا پوائنٹ کہ ہم نے 1972 میں ایک زمین لی ہے 500 روپے کی، جس طرح بقول انور کمال ان کے، 40 روپے ہم نے ایک مرلہ لی ہے اور آج 2002 میں وہ زمین 40 کی بجائے 140 روپے فی مرلہ ہے۔ لیکن گورنمنٹ میں

ہمارے عبدالا کبر خان اور شیر پاؤ خان کی حکومت میں جب ہم تھے تو اس وقت ان کو بھی یاد ہو گا اور مجھے بھی یاد ہے کہ جب ہم GTS کی پراپرٹی کو Auction کرنا چاہتے تھے For public use اس کا مالک جو تھا، وہ اٹھ کر Court چلا گیا، رٹ پہ۔ اس نے کہا کہ میں نے جس Purpose کے لئے یہ چیز دی ہوئی تھی کہ اس میں پبلک اور رفاع عامہ کا کام ہو گا اس سے ہٹ کر جب یہ زمین فروخت کی جائے گی تو یہ حق میرا ہے کہ مجھے اتنی ہی قیمت پر واپس دی جائے جو قیمت مجھے دی گئی تھی۔ حالانکہ اس سے بچنے کے لئے اور اس وجہ سے کہ ایسے حالات پیدا نہ ہوں ہم نے یہ Amendment لا رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب انور کمال خان: آپ نے جو پراپرٹی خرید لی ہے، تو دس سال کے بعد۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کو ذرا وضاحت کرنے دیں۔ انور کمال خان۔

وزیر قانون: مجھے صحیح طریقے سے یاد نہیں ہے، شاید میں ابھی نہ بتا سکوں۔ لیکن ایبٹ آباد اور ہزارہ ڈسٹرکٹس میں کوئی ایسا کیس آیا ہوا ہے۔ آپ کے علم میں شاید ہو۔ تو اس میں بھی پرانے مالک نے دعویداری کی ہے کہ میں نے جس Purpose کے لئے زمین دی ہے۔ ٹھیک ہے میں نے Road کے لئے دی ہے اور Road کے لئے استعمال نہیں ہوئی۔ تو کوئی قدغن نہیں ہے کہ اس پر سکول نہ بنایا جائے لیکن رفاع عامہ کے لئے اگر وہ زمین گورنمنٹ کے Proper use میں نہ آتی ہو، رفاع عامہ کے کام میں نہ آتا ہو۔ تو اس کو پھر نیلام کرنا میرے خیال میں اس کی حق تلفی بھی ہو گی اس Previous مالک کے لئے جس مالک نے جس Purpose کے لئے دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Land Acquisition Act سے متعلق بات ہے۔ یہ تو ایک الگ معاملہ ہے ان کا۔

جناب عبدالا کبر خان: دیکھیں جی۔ منسٹر صاحب نے بہت اہم بات کی ہے۔ انور کمال نے بھی بہت اہم بات کی ہے۔ جناب سپیکر! Acquisition Act کا ایک Procedure ہے۔۔۔(مداخلت)۔۔۔ نہیں سر، اس میں آپ دیکھیں Section 10 and section 5 جب نوٹس ملتے ہیں پارٹی کو، تو Determination اس کی Price کی Government کرتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گورنمنٹ Assessment کرتی ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: جی Assessment کرتی ہے، Determination گورنمنٹ کرتی ہے۔ اب گورنمنٹ خود Determinate کرتی ہے کہ زمین کی قیمت 10 روپے، مالک کو اس کے حساب سے پیسے ملتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر Compensation۔

جناب عبدالاکبر خان: ہاں جی۔ مالک اگر لیتا ہے تو پھر ٹھیک ہے ورنہ As a protest اس کے پاس چلے جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! اس میں آپ خود دیکھیں "Provided that where the Board had before the appointed day, acquired any land" آپ ذرا دیکھیں جی الفاظ کو "But the acquisition proceedings could not be completed" چلیں ہم ایک حد تک مان لیتے ہیں کہ Acquisition proceedings complete نہیں ہوتی ہے ابھی تک پتہ نہیں کہ اس زمین کی قیمت کتنی ہے۔ اور کیا طریقہ کار ہے لیکن آپ ذرا یہ (b) (i) دیکھیں۔

(b) Restore the land to its shower where the possession of the land has been obtained.

یعنی وہ زمین جو حکومت نے لی ہے۔ Meaning by the acquisition proceedings has been completed. اس کے بعد تو زمین لی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! جب تک The acquisition proceedings completed نہ ہو، اس وقت تک تو زمین نہیں لی جا سکتی۔ لیکن آپ ذرا (i) میں دیکھیں کہ Before the appointed day, acquired any land, but the acquisition proceedings could not be completed".

یعنی اس میں یہ ہے کہ جب Acquisition proceedings complete نہ ہو، یہاں پر جب Obtain کرتا ہے زمین اور اس مالک کو واپس کرتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ Completed ہے تو جناب سپیکر! یہ Contradiction ہے اس Bill میں اس لئے میں یہ Resolution لایا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس میں میرے ساتھ Agree کریں گے۔

Mr. Deputy Speaker: Let me to examine all the relevant laws and ordinances, I, therefore reserve my ruling. Next,

جی مشتاق احمد غنی صاحب جی۔

جناب مشتاق احمد غنی: پوائنٹ آف آرڈر، سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مشتاق احمد غنی صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی: سر! میں رول 240 کے تحت رول 124 میں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رول 241 کے تحت؟

جناب مشتاق احمد غنی: رول 240۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رول 240۔

جناب مشتاق احمد غنی: جی، Suspension of rules کے تحت رول 124۔ Notice of Resolution.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب مشتاق احمد غنی: اس میں میں Amendment تجویز کرتا ہوں۔ میں اور مرید کاظم صاحب ایک Joint Resolution پیش کرنا چاہتے ہیں کہ ایسے وقت میں کہ ملک کے اندر سارک سربراہ کانفرنس ہو رہی ہے اور ملک میں بدترین قسم کی دہشت گردی ہو رہی ہے تو اس کے بارے میں ہم اپنے خیالات کا اظہار اور بحث کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ملک ظفر اعظم صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر صاحب! میری مشتاق غنی صاحب سے بڑی عاجزی کے ساتھ منت اور گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گزارش ہے۔

وزیر قانون: کہ چونکہ اپوزیشن لیڈر یہاں پر موجود ہیں اگر وہ کوئی قرارداد یا Rule suspension کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں اگر ان کے ذریعے ہو جائے تو اس میں اچھائی ہو گی۔

قاضی محمد اسد خان: سر! اس میں رولز کی کوئی پابندی تو نہیں ہے، پارلیمنٹری لیڈر اگر ایک چیز لانا چاہتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شہزادہ گستاسپ صاحب! پھر آپ کو موقع دیں گے جی۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: میں مشکور ہوں جناب وزیر قانون صاحب کا کہ وہ ہمارا اتنا احترام کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ماشاءاللہ۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: میں چونکہ لیڈر آف اپوزیشن ہوں۔

I represent the whole apposition and I can authorize any member from the opposition side to move this.

(Applause)

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔ جناب مرید کاظم صاحب! آپ کچھ فرما رہے تھے۔

سید مرید کاظم شاہ: میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہر ممبر کو یہ اختیار ہے کہ وہ رولز کے تحت Motion move کر سکتا ہے۔

قاعدہ کا معطل کیا جانا

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جی۔ Any member. Is it the desire of the House that rules may be suspended?

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ Rules suspension کے لئے پہلے Move تو کر لیں نا، جی۔ مائیک آن کر لیں۔ محترمہ نسرین خٹک صاحب کا موبائل ضبط کیا جاتا ہے۔

محترمہ نسرین خٹک: یہ میرا موبائل نہیں ہے، سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی جی۔ یہ کس کے پاس ہے؟

محترمہ نسرین خٹک: یہ کسی اور کا ہے، آپ خواہ مخواہ، سر، یہ میرا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر میں فراخدلی سے کام لیتا ہوں اور ضبط کرنا نہیں چاہتا۔

محترمہ نسرین خٹک: سر! میں نے سیکھ لیا ہے اس کو Silent کرنا۔ ایک زمانے میں سیکھا نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں میں اپنا آرڈر واپس لیتا ہوں۔

(قہقہے)

محترمہ نسرین خٹک: یہ آپ کا بڑا پن ہے جی۔ Thank you very much۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مشتاق احمد غنی صاحب۔

Mr. Mushtaq Ahmad Ghani: Sir under rule 240, Notice of resolution of prevail member, who wishes to move a resolution shall give fifteen days notice of his intention to do so,

(Interruption)

Mr. Deputy Speaker: No, No.

جناب مشتاق احمد غنی: میں اس کے ساتھ Amendment کی آپ سے اجازت مانگتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ رول 240 کے تحت۔

جناب مشتاق احمد غنی: جی رول 240 کے تحت۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں، Any member

جناب مشتاق احمد غنی: رول 240 کے اندر۔

Mr. Deputy Speaker: Is it the desire of the House that rules may be suspended and permission may be given?

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. Permission is granted.

Mr. Mushtaq Ahmad Ghani: Thank you very much sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد آپ نے مرتب کی ہوئی ہے، لکھی ہوئی ہے؟

جناب مشتاق احمد غنی: جی جی۔ میں نے لکھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا جی، پیش کریں۔

قرارداد مذمت

جناب مشتاق احمد غنی: "یہ اسمبلی صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف پر قاتلانہ حملے کو دہشت گردی کی بدترین مثال قرار دیتے ہوئے اس کی پرزور مزمت کرتی ہے اور اس نوعیت کی ہر قسم کی دہشت گردی خواہ وہ کسی خاص آدمی یا عام آدمی کے ساتھ ہو اس کی بھی پرزور مذمت کرتی ہے۔"

جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ دہشت گردی ایک ایسے وقت میں پاکستان کے دشمنوں نے کی ہے جبکہ ملک میں سارک سربراہ کانفرنس کا انعقاد ہونے والا ہے اور بڑے بڑے سربراہان نے آنا ہے جس سے امن کے نئے راستے تلاش ہوں گے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ کچھ ایسے لوگ پاکستان میں دہشت گردی کرنے میں ملوث ہیں جو کبھی فرقہ وارانہ، لسانی اور کبھی تعصت کی آڑ میں کبھی امام بارگاہوں کو نشانہ بناتے ہیں اور کبھی مساجد کو نشانہ بناتے ہیں اور وہ لوگ شاید یہ نہیں چاہتے کہ اس ملک میں استکام ہو، اس ملک میں ترقی کے راستے کھلیں، اس ملک سے بے روزگاری کا خاتمہ ہو، اس ملک سے لاقانونیت کا خاتمہ ہو، ہر قسم کی دہشت گردی کی بیخ کنی ہو اور اس ملک میں آج کل جو ترقی ہوئی ہے، اس کو نقصان پہنچانے کے

لئے،اور پاکستان کا Image پوری دنیا کے اندر خراب کرنے کے لئے اس قسم کی کارروائیاں ملک کے اندر وقتاً فوقتاً ہوتی ہیں۔ہم یہ کہتے ہیں کہ کوئی بھی پاکستان کا شہری چاہے وہ کوئی امیر ہے یا غریب ہے، کوئی سیاسی لیڈر ہے یا کسی جماعت کا سربراہ ہے یا حکومتی سربراہ ہے، پارلیمنٹ یا اسمبلی کا ممبر ہے، ہر ایک کے بارے میں اگر کوئی سیاسی اشخاص یا گروہ یا گروپ،اندرونی یا بیرونی عناصر اس قسم کی دہشت گردی کریں تو ہم اس کی پرزور مزمت کرتے ہیں اور حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسے عناصر کی سرکوبی کے لئے آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے اوران کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔تھینک یو۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترم مرید کاظم صاحب۔

سید مرید کاظم شاہ: شکریہ، جناب سپیکر صاحب! ہم دونوں نے یہ قرارداد Jointly پیش کی ہے۔"یہ اسمبلی صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف پر قاتلانہ حملے کو دہشت گردی کی بدترین مثال قرار دیتے ہوئے اس کی پرزور مذمت کرتی ہے اور اس نوعیت کی ہر قسم کی دہشت گردی خواہ وہ کسی خاص آدمی یا عام آدمی کے ساتھ ہو،اس کی بھی پرزور مذمت کرتی ہے۔"

جناب سپیکر صاحب! اس وقت ملک جس دہانے پر کھڑا ہے اور جو حالات ہیں، یہ ایک اہم مسئلہ ہے جی کہ ہمارے ملک کے جو دشمن ہیں جو باہر کی ایجنسیاں ہیں، وہ یہ تمام کام کررہے ہیں۔یہ دہشت گردی ہو رہی ہے۔میں مشکور ہوں سینٹ کے پورے ایوان کا کہ انہوں نے ایک Call پر پوری جماعتوں نے اس کی پرزور مذمت کی ہے۔ہر جماعت نے اس کی مذمت کی ہے اور میں اس اسمبلی سے بھی یہ ریکویسٹ کروں گا کہ ہم یہاں پر متفقہ طور پر ایسی دہشتگردی جو ملک کے خلاف ہو، جو ملک کے استحکام کے خلاف ہو اور سازش ہو،اس کی مذمت کریں۔جناب والا! پریذیڈنٹ مشرف، میں مانتا ہوں کہ چند ہماری جماعتیں ان کے Against ہیں لیکن یہ پاکستان کی ایک علامت ہیں۔یہ ملک کے ساتھ دشمنی ہے۔پریذیڈنٹ مشرف یہ نہ سمجھیں کہ یہ پریذیڈنٹ کے خلاف دہشت گردی ہو رہی ہے، یہ پاکستان کے ہر شہری اور بچے کے خلاف ہو رہی ہے تو اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے، یہ بہت اہم ہے کیونکہ یہ جو ایجنسیاں ہیں،ان کی وجہ سے یہاں علماء پر حملے ہو رہے ہیں۔ اس کی جتنی زیادہ مذمت کی جائے وہ کم ہے۔

سر۔۔۔(تالیاں)۔۔۔کیونکہ اس ملک میں آپ نے دیکھا ہے کہ نہ علماء اس سے بچے ہیں، نہ سیاستدان بچے ہیں کیونکہ دہشت گردی پورے ورلڈ میں ہو رہی ہے لیکن پاکستان ان کے ٹارگٹ میں ہے جی۔ تو ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور اس اسمبلی سے یہ ریکویسٹ کرتے ہیں کہ وہ اس سیاسی دہشت گردی کی پرزور مذمت کرے اور اتفاق رائے سے اسے پاس کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محترم ظفر اعظم صاحب، وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب سپیکر صاحب! بڑی مہربانی۔ ہم ایم ایم اے کے لوگ یقیناً خواہ وہ ممبران اسمبلی ہوں یا عوام ہوں، جتنے بھی لوگ ہیں، پاکستان میں کسی قسم کی دہشت گردی کے قائل نہیں، ہم ہر قسم کی دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں لیکن جناب، یہاں پر دہشت گردی کا زیادہ ہونا، کہ وہ مملکت خداداد کے صدر محترم کے گریبان تک پہنچ چکے ہیں تو اس کی کچھ وجوہات ہیں جن کا تدارک پہلے سے نہیں کیا گیا۔ میں آپ کو مثال پیش کر سکتا ہوں جی کہ اس سے چند روز پہلے گولڑہ شریف کے موڑ پر ایک عالم دین جس کے متعلق پرسوں بھی مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی وفات پر ہمارے ایک بزرگ ساتھی نے یہی فرمایا تھا کہ ایک عالم دین کی فوتگی سارے عالم کی موت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موت ہے جی۔

وزیر قانون: تو اسی گولڑہ شریف کے موڑ پر اس کو بیدردی سے قتل اور شہید کیا گیا اور اس کے متعلق میں نے پہلے ہی دن جبکہ ہمارے وزیر داخلہ صاحب نے کہا تھا کہ دہشت گرد پشاور سے آئے تھے تو اپنے صوبے کا نام سن کر میں نے اسی دن اس کی بھی مذمت کی تھی کہ آپ کو چند منٹ پہلے تو اس واقعے کا علم تک بھی نہ تھا اور چند منٹ کے بعد آپ کو یہ بھی پتہ چل گیا کہ دہشت گرد فرانٹیئر سے آئے تھے۔ تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی ہزاروں مثالیں ہیں کہ وہ آپ کو پیش کر سکتے ہیں ہماری جو محفوظ ترین جگہ تھی بلکہ یہاں پر بھی میں یہ ایمانا کہتا ہوں کہ آپ دنیا میں جہاں بھی پھرتے رہتے ہیں، جو ڈپلومیٹ اسلام آباد میں رہ چکا ہے، آپ باہر کی دنیا میں اس کے ساتھ ملیں تو وہ دہلی، ابوظہبی، سعودی عریبیہ، کسی ملک کے ساتھ اتنی Love اور محبت نہیں رکھتا جتنی کہ اس کی اسلام آباد کو موجود Regime میں جس طرح خون میں نہلایا جا رہا ہے۔ ہم تو اس کی بھی مذمت کرتے ہیں۔۔۔(تالیاں)۔۔۔اور ہم سمجھتے ہیں کہ کم از کم اسلام آباد، اور

پاکستان کو، اور میں مشتاق غنی صاحب اور مرید کاظم صاحب کے ساتھ مکمل متفق ہوں اور میں ان کی وساطت سے یہ آفران کی حکومت کو کرتاہوں کہ اگران کو فرانٹیئر گورنمنٹ سے انسداد دہشت گردی میں کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو تو انشاءاللہ تعالیٰ فرانٹیئر گورنمنٹ اس میں مکمل حمایت کرے گی۔ Thank you sir۔

(تالیاں)

Mr. Deputy Speaker: The motion before the House is that the resolution moved by Mr. Mushtaq Ahmad Ghani, MPA, and Syed Mureed Kazim Shah, MPA, may be adopted. Those who are favour of it may say "Yes" and those who are against it may say "No".

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is adopted unanimously.

(Applause)

جناب مشتاق غنی: میں چیئر کی وساطت سے پورے ایوان کا اور خاص طور سے اپنے ایم پی اے کے ساتھیوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس انتہائی حساس معاملے کو سپورٹ کیا اور ریزولیوشن کو Unanimously پاس کیا اور اپنی جماعت اور اپوزیشن کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی مرید کاظم۔

جناب مشتاق احمد غنی: یہ سب شامل ہیں۔

مولانا مجاہد خان الحسینی: سب کا شکریہ۔

سید مرید کاظم شاہ: میں اپنی طرف سے تمام اسمبلی کے ممبران کا مشکور ہوں اور تمام پارٹیوں کا بھی کہ انہوں نے اس ملک کی ایک اہم شخصیت کی جو بات ہوئی ہے، اس کی انہوں نے مذمت کی ہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتاہوں۔

وزیر قانون: ہمارے لئے سب اہم شخصیت ہیں اور ہم سب دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب مولانا محمد مجاہد الحسینی صاحب!

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: میں سارے ایوان سے درخواست کرتاہوں کہ مشرف صرف محترم نہیں بلکہ ہمارے سارے پاکستانی محترم ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بے شک۔

(تالیاں)

Mr. Deputy Speaker: The sitting is adjourned till 10:00 am tomorrow morning, In Sha Allah.

(اجلاس بروز بدھ مورخہ 17 دسمبر 2003ء صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)